فراتِ فکر

محسن نقوی

ماورا پبلشرز ۶۰۔شاہراہِ قائداعظم، لاہور

باذوق لوگوں کے لیے
ھماری کتابیں
خوبصورت کتابیں

تزئین و اہتمام اشاعت

خالد شریف

ضابطہ

بار اوّل : ۱۹۹۶ء

خوشنویس : عبدالمتین

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت : -/۱۵۰ روپے

ترتیب

اِنتساب

حُسینؑ مُصحفِ ناطق، خطیبِ نوکِ سناں!
کہاں سے لفظ تراشوں، مَیں کیا کلام کروں؟
نظر پڑے ترے نقشِ قدم کی خاک جہاں
وَہیں پہ نصب میں ادراک کے خیام کروں!
جو رزقِ نُطق عطا ہو ترے کرم سے مجھے
تو مَیں بھی آرزُوئے جرأتِ "سلام" کروں!
نہ پُوچھ اپنی سخاوت کے ایک پل کا اثر!!
جو بَن پڑے تو "زمانے" اسیرِ دام کروں!
ملے جو اذن تو دے کر تجھے خراجِ حیات
مَیں اپنی بخششِ پیہم کا اہتمام کروں؟
جہاں پناہ، تری نذر کر کے لفظ اپنے
خُمارِ اَجر سے لبریز دل کا جام کروں!

قَسیم کوثر و زم زم، غرُورِ تشنہ لبیٔ!
"فُراتِ فکر" کی ہر موج تیرے نام کروں!!
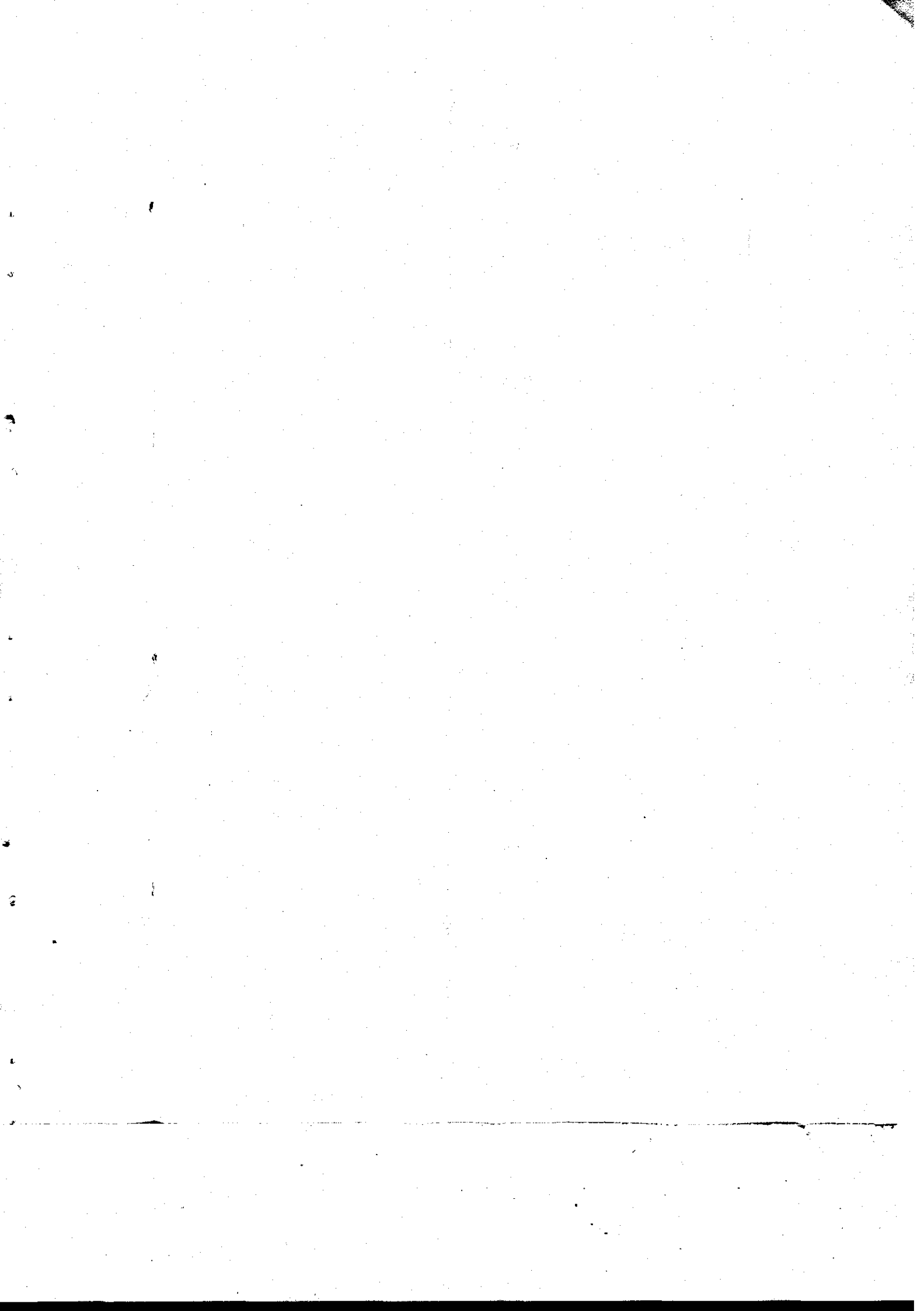
اِبتدائے سُخَن
(حمد)

مَیں اُس کے نام سے کرتا ہُوں ابتدائے سخن!
"ضمیرِ کُن" سے اُگاتا ہے جو زمینِ و زَمن

شُعاعِ لَوحِ خَفی سے تراشتا ہے وجُود ــــ!
غُبارِ قافِ قلم سے اُجالتا ہے بدن!!

اُسی کے دستِ کرم سے جہاں میں بَٹتا ہے
تمام صُبح کا سونا ــــ تمام رات کا دَھن

اُسی کے واسطے محشر، اَسیرِ اَمرِ ظہور!
اُسی کے حُکم سے دُنیا نمُو کی لَے میں مگن

وُہی تو ہے جو ہَواؤں کو دے کے اذنِ خرام
سَمندروں کی جَبیں پر اُبھارتا ہے شِکن!!

اُسی کے لُطف و کرَم سے کشیدِ اَبرِ بہار
سجائے بطنِ صدف میں لبِ گُہر پہ کرن

اُسی کے حُسنِ سَخا سے حدِ نگاہ میں ہے
جہاں میں بہرِ غزالاں فضائے دشت و دَمن

زمیں پہ نصب کیے اُس نے پتّھروں کے خیَام
یہ کوہسار، سمیٹیں جو آسماں کی پھبن

اُسی کے معجزۂ کُن کے نقش ہائے جمیل!
یہ مَرغزار یہ جھَرنوں میں غُسل کرتے چمن

وُہی محیطِ قضا و قدَر، وَرائے خیال!
وُہی ہے چارہ گرِ اضطرابِ رَنج و محَن!

اُسی کی بخششِ پیہم کے گیت گاتے ہیں
وہ طائرانِ فلک بخت ہوں کہ زاغ و زَغن

اُسی کا ذِکر کریں اہلِ دِل کہ دُنیا میں
بڑھے لہُو کی روانی، مِٹے دِلوں کی تھکن

وہ کردگارِ دو عالم، خبیرِ سِرِّ خفی!
رفیقِ دِل زدگاں کبریائے رمزِ کہن

جو بندگی کو ہدایت کا نُور دیتا ہے
جو آگہی کو سِکھاتا ہے مصطفےٰ کا چلن

وہ ربِّ نُطقِ دل و جاں وہ کبریا میرا
اُسی کے اِذن سے حاصِل مجھے متاعِ سُخن

جُھکا مَیں سامنے اُس کے تو سُرخرو بھی ہُوا
نہ شرمسار ہے سجدہ نہ ہے جبیں پہ شکن

عجب سخی ہے کہ اُس سے سوال کر کے سدا
نہ ہاتھ شل ہوئے میرے نہ ہے زباں میں تھکن

شفاعتِ شہِ بطحا نصیب ہو تو مجھے
نہ مال و زر کی ہوس ہے نہ حرصِ لعلِ یمن

اُسی کے حُسن پہ سوچا تو اپنی آنکھوں میں
تمام رنگ بکھرتے گئے چمن بہ چمن!

نویدِ خلد وہ بخشے کبھی بفیضِ رسولؐ
کبھی بنامِ علیؑ دے وہ مجھ کو رزقِ سخن

یہ سانس صدقۂ زہراؑ میں دی اُسی نے مجھے
درِ بتولؑ کہ ہے لوحِ معرفت کا متن!

وہ دے گا دل کو ابھی اور نعمتیں محسنؔ
بنامِ عکسِ جمالِ رُخِ حسینؑ و حسنؑ

دُرود کا جھونکا!

سکوتِ حرف کو اِذنِ بیان دیتا ہے!
وُہ دشتِ فکر میں اب بھی اَذان دیتا ہے

سیاہ شب کی ہتھیلی پہ کاڑھ کر جگنو
وہ رَہروؤں کو سحر کا نشان دیتا ہے

کبھی جو مجھ سے اُلجھتا ہے دوپہر کا عذاب
وُہ میرے سر پہ کرم اپنا تان دیتا ہے

وُہی تو ہے جو رُتوں کے شکار کرنے کو
گھٹا کے ہاتھ دھنک کی کمان دیتا ہے

مری خطا کو ہے محشر میں جُستجو اُس کی !
جو لغزشوں کو ہمیشہ اَمان دیتا ہے

مَیں پَر شکستہ سہی اُس کے شہر میں ہُوں جہاں
زمیں پہ بھی وُہ مجھے آسمان دیتا ہے !

اَزل سے دِل ہَے اُسی مہرباں سخی کا اسیر
جو حوصلوں کو اَبد تک اُڑان دیتا ہے !

مَیں حَرف وصَوت کی خَیرات اُس سے مانگتا ہُوں
جو پتّھروں کو بھی رِزقِ زبان دیتا ہَے!!

کٹے جو ہجر تو کچُھ اَجرِ انتظار ملے
کہ لمحہ لمحہ یہ دل امتحان دیتا ہے

سکوتِ شب میں اُبھرتے دُرود کا جھونکا
سماعتوں کو تری داستان دیتا ہے !

مَیں بے بساط بشر تجھ پہ کیا نثار کروں
تری اَدا پہ تو جبریل جان دیتا ہے

شبِ سیاہ میں طوفاں ہو جب ستارہ شکار
وہ کشتیوں کو وہاں بادبان دیتا ہے!

کچھ اِس لیے بھی مَیں اَب اُس پہ سوچتا ہوں بہت
مجھے یقین کی دولت، گمان دیتا ہے!

مرا سخی مرے ہر شعر کے عِوض محسنؔ
مجھے بہشتِ بریں میں مکان دیتا ہے

قریۂ اِدراک

الہام کی رِم جِھم کہیں بخشش کی گھٹا ہے
یہ دِل کا نگر ہے کہ مدینے کی فضا ہے

سانسوں میں مہکتی ہیں مُناجات کی کلیاں
کلیوں کے کٹوروں میں تِرا نام لکھّا ہے!!

گلیوں میں اُترتی ہیں ملائک کی قطاریں
احساس کی بستی میں عجب جشن بپا ہے!!

ہے قریۂ اِدراک مُنوّر ترے دَم سے
ہر ساعتِ خوش بخت جہاں نغمہ سَرا ہے

سُن لے گا مِرا ماجرا تُو بھی کہ اَزل سے
پیغام بَرِ دیدہ و دِل مَوجِ صَبا ہے

ہیں نذر تری بارگہِ ناز میں افکار ۔ !
تو مرکزِ دلداریٔ اربابِ وفا ہے

اَب کون حدِ حُسنِ طَلب سوچ سکے گا ؟
کونَین کی وَسعت تو تہِ دَستِ دُعا ہے

ہے تیری کسک میں بھی دَھمک حشر کے دِن کی
وہ یُوں کہ مرا قریۂ جاں گُونج اُٹھا ہے !

اَعصاب پہ حاوی ہے سَدا ہَیبتِ اِقراء
جبریلِ مؤدّت کو یہ دِل غارِ حِرا ہے

آیات کے جُھرمَٹ میں ترِے نام کی مسنَد
لفظوں کی انگوٹھی میں نگینہ سا جَڑا ہے

اِک بار ترا نقشِ قدم چُوم لیا تھا ۔ !
سو بار فلک شُکر کے سَجدے میں جُھکا ہے

خورشید تری رَہ میں بھٹکتا ہُوا جگنُو
مہتاب ترا ریزۂ نقشِ کفِ پا ہے

تلمیحِ شبِ قدر ترا عکسِ تبسّم
"نو روز" ترا حُسنِ گریبانِ قبا ہے

ہر صُبح ترے فرقِ فلک ناز کا پرتو
ہر شام ترے دوشِ مُعلّیٰ کی رِدا ہے

تارے، ترے رَہوار کے قدموں کے شرارے
گردُوں ترا دریُوزہ گرِ آبلہ پا ہے!!

یا تیرے خد و خال سے خیرہ مہ و انجُم
یا دُھوپ نے سایہ ترا خُود اوڑھ لیا ہے

یا رات نے پہنی ہے مَلاحت تری تن پر
یا دِن ترے اندازِ صباحت پہ گیا ہے!!

یٰسین، ترے اسمِ گرامی کا ضمیمہ
ہے نوُن تری مدح، قلم تیری ثناء ہے

واللیل ترے سایۂ گیسُو کا تراشہ
"وَالعصر" تری نیم نگاہی کی اَدا ہے

فاقوں سے خمیدہ ہے سدا قامتِ دربان
ٹھوکر میں مگر سلسلۂ ارض و سما ہے

غیروں پہ بھی اَلطاف ترے سب سے الگ تھے
اپنوں پہ نوازش کا بھی انداز جُدا ہے

دِل میں ہو تری یاد تو طوفاں بھی کنارا
حاصِل ہو ترا لُطف تو صرصر بھی صَبا ہے

لمحوں میں سمٹ کر بھی ترا درد ہے تازہ
صدیوں میں بکھر کر بھی ترا عِشق نیا ہے

دیکھوں تو ترے دَر کی غلامی میں ہے شاہی
سوچوں تو ترا شَوق مجھے "ظِلِّ ھُما" ہے!!

رَگ رَگ نے سمیٹی ہے ترے نام کی فریاد
جب جب بھی پریشاں مجھے دُنیا نے کیا ہے

خالِق نے قسم کھائی ہے اُس "شہرِ اَماں" کی
جس شہر کی گلیوں نے تجھے وِرد کیا ہے

یہ قوسِ قزح ہے کہ سرِ صفحۂ آفاق!
برسات کی رُت میں ترا محرابِ دُعا ہے

ہر سمت ترے لُطف و عنایات کی بارش
ہر سُو ترا دامانِ کرم پھیل گیا ہے!!

اَب اور بیاں کیا ہو کسی سے تری مدحت؟
یہ کم تو نہیں ہے کہ تو محبُوبِ خُدا ہے!

سُورج کو اُبھرنے نہیں دیتا تیرا حَبشی
بے زَر کو ابوذر تری بخشش نے کیا ہے

ہے مَوجِ صَبا یا تری سانسوں کی بھکارن؟
ہے موسمِ گُل یا تری خیراتِ قبا ہے

خورشیدِ قیامت بھی سرافراز بہت ہے
لیکن ترے قامت کی کشش اِس سے سوا ہے

زَم زَم ترے آئینِ سخاوت کی گواہی
کوثر ترا سرنامۂ دستورِ عطا ہے

جلتا ہُوا مہتاب ترا رَہروِ بے تاب
ڈھلتا ہُوا سُورج ترے خیمے کا دِیا ہے

ثقلین کی قسمت تری دہلیز کا صدقہ
عالم کا مقدّر ترے ہاتھوں میں لکھّا ہے

اُترے گا کہاں تک کوئی آیات کی تہ میں
قرآں تری خاطر ابھی مصروفِ ثنا ہے!!

محشر میں پرستار ترے یُوں تو بہت تھے
صدشُکر مرا نام تجھے یاد رہا ہے

اے گُنبدِ خضریٰ کے مکیں میری مدد کر!
یا پھر یہ بتا، کون مرا تیرے سوا ہے؟؟

بخشش تری آنکھوں کی طرف دیکھ رہی ہے
محسؔن ترے دربار میں چُپ چاپ کھڑا ہے

یہ سرزمینِ حرم

یہ سرزمینِ حرم، شہرِ التفات و نجات
یہ کنزِ نورِ ہدایت کہ کائنات میں ہے

غلافِ خاک میں لپٹے ہیں آفتاب کئی!
طلوعِ صبح کا عالم یہاں کی رات میں ہے

ہر ایک ذرّے سے ملتا ہے کہکشاں کا سُراغ
یہاں بہشتِ بریں آدمی کی گھات میں ہے

یہ بھید حُسنِ حرم کی نشانیوں سے کھُلا
کہ سِرِّ کُن فیکوں دسترسِ ذات میں ہے

یہ عرشِ فکرِ نبوّت، بلند بخت "حرا"
یہ جَبَلِ* نور کہ آیاتِ بیّنات میں ہے

* میرے نزدیک اضافت کے ساتھ جَبل کی "ب" ساکن ہو تو زیادہ فصیح لگتی ہے۔

پیا جو ساغرِ "زم زم" تو خضر نے بھی کہا
یہ ذائقہ ہی کہاں چشمۂ حیات میں ہے؟

"بطونِ ثور" میں اُترو تو دِل پہ کھلتا ہے
وہ حرفِ رازِ کہ حائل تخیلات میں ہے

فرازِ کوہ پہ "شق القمر" کی بات کرو
کہ یہ اَدا بھی نبوّت کے معجزات میں ہے

میں یومِ حشر سے خائف ہوں کس لیے محسنؔ؟
مری نجات تو میرے نبیؐ کے ہات میں ہے

(مکّہ مکرّمہ)

بعد از خُدا.....!

(نعت)

اے شہرِ علم و عالِمِ اسرارِ خشک و تَر
تُو بادشاہِ دیں ہے — تُو سلطانِ بحر و بَر

اِدراک و آگہی کی ضمانت تِرا کرم — !
ایقان و اِعتقاد کا حاصل تِری نظر

تیرے حُرُوف نُطقِ الٰہی کا معجزہ!
تیری حدیث سچ سے زیادہ ہے معتبرَ

قرآں تِری کتاب ، شریعت تِرا لباس
تیری زِرہ نماز ہے ، روزہ تِری سِپر

یہ کہکشاں ہے تیرے محلّے کا راستہ!
تاروں کی روشنی ہے تِری خاکِ رہگذر

میری نظر میں خُلد سے بڑھ کر تِری گلی
رفعت میں مِثلِ عرشِ بریں تیرے بام و دَر

جبرؔیل تیرے دَر کے نگہباں کا ہم مزاج
باقی ملائکہ تیری گلیوں کے کُوزہ گر

محفوظ جس میں ہو تیرے نقشِ قدم کا عکس
کیوں آسماں کا سر نہ جُھکے ایسی خاک پر۔؟

کیا شئے ہے برق، تابشِ جُستِ بُراق ہے
معراج کیا ہے ــــ صرف تیری سرحدِ سفر

مَوجِ صبا کو ہے تِری خُوشبو کی جُستجُو
جیسے کِسی کے دَر کی بھکارن ہو دَر بدَر

قامت تِرا ہے روزِ قیامت کا آسرا
خورشیدِ حشر، ایک نگیں تیرے تاج پر

ہر رات تیرے گیسوئے عنبر فشاں کی یاد
تیرے لبوں کی آئینہ بردار ہے سحر!

آیات تیرے حُسنِ خد و خال کی مثال
واللّیل تیری زُلف ہے رُخسار والقمر

وَالعَصر زاویہ ہے تیری چشمِ ناز کا
وَالشّمس تیری گرمئ انفاس کا شرر
یٰسین تیرے نام پہ اِلہام کا غلاف
طٰہٰ ترا لقب ہے، شفاعت ترا ہُنر

کُہسار پاش پاش ہیں اَبرو کی ضرب سے
دو لخت چاند ہے تِرے ناخن کی نوک پر

دریا تِرے کرم کی طلب میں ہیں جاں بہ لب
صحرا تِرے خرام کی خاطر کماں بہ سَر!

تیرا مزاج بخششِ پیہم کی سَلسبیل
تیری عطا خزانۂ رحمت ہے سَر بہ سَر

تیرے فقیر اَب بھی سلاطینِ کج کُلاہ
تیرے غلام اَب بھی زمانے کے چارہ گر

یہ بھی نہیں کہ میرا مَرض لاعلاج ہو۔!
یہ بھی نہیں کہ تجھ کو نہیں ہے مِری خبر۔!!

ہاں پھر سے ایک جنبشِ اَبرُو کی بھیک دے
ہاں پھر سے اِک نگاہِ کرم میرے حال پر

سایہ عطا ہو گُنبدِ خضریٰ کا ایک بار
جُھلسا نہ دے غموں کی کڑی دُھوپ کا سفر

تیرے سِوا کوئی بھی نہیں ہے جہاں پناہ!
ہو جس کا نام باعثِ تسکینِ جگر

محسنؔ، کہ تیری راہگزر کا فقیر ہے!
اُس پر کرم — دیارِ نبوّت کے تاجور

دے رزقِ نُطق مجھ کو بنامِ علیؑ ولی
یا بہرِ فاطمہؑ وہ ترا پارۂ جگر

حسنینؑ کے طفیل عطا کر مجھے بہشت
میری دُعا کے رُخ پہ چھڑک شبنمِ اثر

تیرے سوا دُعا کے لیے کس کا نام لُوں ؟
"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ہدیۂ نعت

کبھی جو اس میں رسولؐ کا نقشِ پا مِلا ہے
ہمارے دِل کو مقامِ غارِ حرا۔ مِلا ہے!

دُعا بھی تیری، قبُولیت کو رَضا بھی تیری
یہ کم نہیں ہے کہ مجُھ کو دستِ دُعا مِلا ہے

عجیب سَر ہے کہ عرش تک سرفراز ٹھہرا
عجیب دَر ہے کہ اِس پہ آ کر خُدا مِلا ہے

تمام جُگنو زکوٰۃ تیرے گداگروں کی!
بھٹکنے والی ہَوا کو کیا کیا "دِیا" مِلا ہے

میں تیری مدحت کو کِس بلندی پہ حرف سوچوں؟
تُو انبیاء کے ہجُوم میں بھی جُدا مِلا ہے۔!

مِلا ہے دِل کو وہ حوصلہ تجھ سے لَو لگا کر
کہ جیسے مُوسیٰ کو معجزے میں عَصا مِلا ہَے

نہ پُوچھ تجھ پر سَلام کہنے میں کیا کشش تھی
کہیں خُدائی، کہیں خُدا ہمنوا مِلا ہَے

مَیں تیرے دامن کا سایہ اوڑھے جو شب کو نِکلا
تو روشنی سے اَٹا ہُوا راستہ مِلا ہے۔!

یہ بے پَر و بال حرف ہیں شرمسار تجھ سے
تو فِکر کی دسترس سے بھی ماوَرا مِلا ہَے

میں جب بھی اپنی حدوں سے نِکلا کہ تجھ کو پاؤں
مُحیطِ فکر و خیال اِک دائرہ مِلا ہے!!

وہ دائرہ جِس میں نارسائی کی کرچیاں تھیں۔!
سِمٹ کے جِس میں ہر اِک نَفَس بے صدا مِلا ہے

ترِی جُدائی کے زخم ہیں یا گلُاب گجرے
کہ ہجر تیرا مثالِ موجِ صَبا مِلا ہے۔!

دلِ شکستہ سے عرش تک ہے تری رسائی
کہاں سے چل کر کہاں ترا سلسلہ ملا ہے

اُسے تو محشر کی دُھوپ بھی چاندنی کا "چولا"
وہ دِل جسے تیرے شوق کا آسرا ملا ہے

عطا ہو بخشش وگرنہ دُنیا یہ پُوچھتی ہے
کہ بول پیاسے، تجھے سمندر سے کیا ملا ہے؟

مری نگاہوں میں منصب و تاج و تخت کیا ہیں؟
کہ فقر تیرے کرم سے بے انتہا ملا ہے

یہ ناز ہے اُمّتی ہُوں مَیں اُس نبیؐ کا مُحسنؔ
جسے نواسہ حسینؑ سا لاڈلا ملا ہے!!

ارمغانِ نعت

یہ معجزۂ نعتِ رسولِؐ مدنی ہے
جو لفظ بھی لکھتا ہوں، عقیقِ یمنی ہے

حرفوں کی قطاریں ہیں کہ رنگوں کے جزیرے
الفاظ کی جھلمل ہے کہ گُل پیرہنی ہے!!

چہرے کی شعاعوں کے گدا گر مہ و خورشید
زُلفوں سے خجل شب کی ستارہ بدنی ہے

اِک تو کہ ترے دوش پہ بخشش کی ردائیں
اِک میں کہ مرے ساتھ مری بے کفنی ہے

مَیں سایۂ طُوبیٰ کی خنک رُت سے ہوں واقف
مولاؐ تری گلیوں کی مگر چھاؤں گھنی ہے!!

اَب کس سے کہوں کیا ہے ترے ہجر کا عالم؟
جو سانس بھی لیتا ہوں وہ نیزے کی اَنی ہے

جو کچھ مجھے دینا ہے زمانے سے الگ دے
وہ یوں کہ زمانے سے مری کم ہی بنی ہے!!

یہ دَرد کی دولت بھی میسّر کسے ہوگی؟
جو اَشک ہے آنکھوں میں وہ ہیرے کی کنی ہے

حَاصل ہے اُسے سایۂ دامانِ پیمبرؐ
محسنؔ سرِ محشر بھی مقدّر کا دَھنی ہے

نعت

جب سے تُو نظر میں بس گیا ہے
دِل "غارِ حِرا" بنا ہُوا ہے

یہ تیرا کرم کہ جُھک کے سُورج
مٹّی کا مزاج پُوچھتا ــــ ہے!!

یہ تیری عطا کہ عزمِ انساں۔!
مہتاب کو فتح کر رہا ہے۔!

جب "عالمِ ہُو" محیطِ جاں ہو
تُو میری رگوں میں گونجتا ہے

مَنصَب ہے سبھی کا اَپنا اَپنا
لیکن تُو حبیبِ کبریا ہے

اے حرزِ حیاتِ ابنِ آدم
تُو ٹوٹے دِلوں کا آسرا ہے

اے صاحبِ مُعجزاتِ عَالَم
تُو خُود بھی خُدا کا معجزہ ہے

چہرہ ہے تِرا کہ اِک اَدا سے
کعبے میں چراغ جَل رہا ہے

مَیں یُوں بھی تُجھے پُکارتا ہُوں
تُو مرکزِ رُوحِ اولیا ہے!

ڈوبے ہُوئے دِل کی آرزوئیں
صد شُکر تُو آپ سُن رہا ہے

میں تیرا فقیرِ بے طلب ہُوں
تُو میری اَنا کا حوصلہ ہے

کیسے ہو تمیزِ رنج و راحت؟
جو کچھ ہے، ترا دیا ہُوا ہے

لائی جو ہوا تری گلی سے
مجھ کو وہ غبار کیمیاء ہے

مُحسنؔ تری منقبت پہ نازاں
مولا، یہ ہُنر نہیں، عطا ہے!!

نعت

پہلے مہ و خورشید کو تسخیر کروں مَیں
پھر اسمِ محمدؐ کہیں تحریر کروں مَیں

یُوں نامِ شہِ دیں کا سرِ صحنِ گلستاں !
خُوشبُو کی ہر اِک مَوج کو زنجیر کروں مَیں

شہ رگ میں بسا کر تِری چاہت کے تقاضے
خاکسترِ احساس کو اکسیر کروں مَیں ۔۔!

معراجِ عقیدت تری دہلیز کا بوسہ!
جنّت کو ترے شہر سے تعبیر کروں مَیں

مہکے جو ترے نام کی خُوشبُو سے اَبد تک
ایسی کوئی بستی کہیں تعمیر کروں مَیں

پَل بھر جو مَیسّر ہو تری زُلف کا سایا
آرائشِ خال و خدِ تقدیر کروں مَیں

دے اِذن کہ دیکھا تھا شبِ قدر جو دِل نے
اُس خواب کو شرمندۂ تعبیر کروں مَیں۔!

یہ کوثر و تسنیم سے بھیگے ہُوئے لمحات!
اِس رُت سے مرتّب کوئی تصویر کروں مَیں

بخشی ہے مجھے اِس نے سلیمانیٔ عالم،
پھر کیوں نہ ترے عشق کی تشہیر کروں مَیں

ہر سانس مجھے بخششِ پیہم کی خبر دے،
محسنؔ کبھی عقبیٰ کی جو تدبیر کروں مَیں

تمام حمد ہے

تمام حمد ہے اُس خالقِ ازل کے لیے!
سُکون جھیل کو دیتا ہے جو کنول کے لیے

میں اُن کے نام سے کرتا ہوں ابتدائے کلام
وہ جن کے نام فرشتوں نے بھی سنبھل کے لیے

علیؑ ولی سے مدد مانگ کر تو دیکھ کبھی
یہ کیمیا ہے سبھی مُشکلوں کے حل کے لیے

مَیں کیوں نہ اُس کو بلا فصل بادشاہ کہوں
جُدا ہوا جو نبیؐ سے نہ ایک پل کے لیے!

کفن پہ خاکِ شفا سے لکھا ہے نادِ علیؑ
یہی بہت ہے مرے نامۂ عمل کے لیے!

غمِ حسینؑ امانت ہے آج کی، مُحسنؔ
یہ رزق میں نے بچایا ہوا ہے کل کے لیے

ہم بھی خورشید و قمر رکھتے ہیں

نوکِ نیزہ پہ جو سَر رکھتے ہیں
وہ زمانوں کی خبر رکھتے ہیں
ہم کو مت خانماں برباد سمجھ
ہم تو فردوس میں گھر رکھتے ہیں
ہو محبّت جنھیں زندانوں سے
سانس لینے کا ہُنر رکھتے ہیں
بُخلِ دریا سے ہمیں کیا مطلب؟
ہم تو کوثر پہ نظر رکھتے ہیں
زور پر شامِ غریباں ہے تو کیا
ہم ابھی دیدۂ تر رکھتے ہیں
خاک آلود قباؤں والے
آنکھ میں لعل و گُہر رکھتے ہیں

عرش والوں سے ہے نسبت ہم کو
ہم بھی جبریل کے پَر رکھتے ہیں
ہنس کے مٹّی سے بہلنے والے
سلطنت زیرِ اثر رکھتے ہیں
اپنے سینے پہ ہیں ماتم کے نشاں
ہم بھی سامانِ سفر رکھتے ہیں
زیرِ خنجر بھی حسینؑ ابنِ علیؑ
ہم غریبوں کی خبر رکھتے ہیں
میرے بچّوں پہ کرم ہو مولاؑ!
آپ اکبرؑ سا پسر رکھتے ہیں
دیکھ یہ زخم۔ یہ آنسو محسنؔ
ہم بھی خورشید و قمر رکھتے ہیں

شمعِ شبستانِ رسالتؐ

اُمّ المعصومینؑ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

اے شمعِ شبستانِ دلِ سرورِ کونینؐ
اے روشنیِ انجمنِ سیّدِ ثقلین!
اے مصدرِ انوارِ حریمِ رُخِ حسنینؑ!
اے مومنۂ ہستی و صدّیقۂ دارین

تاریخ میں اتنا بڑا اعزاز کہاں ہے؟
حد یہ کہ تُو خاتونِ قیامت کی بھی ماں ہے

اے قبلۂ اوّل کے لیے اَمن کی قندیل
اے مُصحفِ ناطق کے ہر اک نقطہ کی تاویل
اے آیۂ قرآنِ مُبیں، سُورۂ انجیل
اے دینِ پیمبرؐ کے لیے نُکتۂ تکمیل

بطحا کے شبستاں کے لیے پہلی کرن ہے
تُو سرورِ کونینؐ کے خوابوں کا چمن ہے

پھیلا ترے دم سے رُخِ ہستی پہ اُجالا
ظُلمات کو اِک صُبحِ ابد رنگ میں ڈھالا
دُنیا سے تری سوچ کا انداز نرالا
بچّوں کی طرح گود میں اِسلام کو پالا
اے شانِ خویلد تری توقیر بڑی ہے
مریم تری بیٹی کی کنیزوں میں کھڑی ہے
چمکا ہے کچھ ایسے مہ و اختر ترے گھر کا
جبریلِ امیں بھی ہے گدا گر ترے گھر کا
فیضانِ نظر سب پہ برابر ترے گھر کا
مقروض ہے خود دینِ پیمبر ترے گھر کا
مَیں سوچتا رہتا ہُوں کہ تُو کون ہے کیا ہے؟
بی بی ترا داماد "نصُیری" کا خدُا ہے
اللہ رے تری عصمت و شوکت کا یہ گلزار
حُوریں ہیں نگہباں تو پیمبرؐ ہے نگہدار
شامل ہیں نقیبوں میں ترے طالبؑ و طیارؑ
بچےؑ ہیں کہ جنّت کے جوانوں کے ہیں سردار
تو مُملکتِ دیں کے لیے آخری حد ہے
رِشتے میں تُو کونین کے سادات کی جد ہے

اِنسان ہے اِنسان شرافت کی بدَولت
زندہ ہے شرافت بھی شریعت کی بدَولت
قائم ہے شریعت بھی رسالت کی بدَولت
پھیلی ہے رسالت تری دولت کی بدَولت
کِس درجہ اَٹل رِشتۂ ایمان ہے تیرا
توحید پہ کِتنا بڑا احسان ہے تیرا

توحید کے دُنیا میں نگہبان بہت ہیں
اب دِیں کی حِفاظت کے بھی سامان بہت ہیں
احساں ترے سرمایۂ عمران بہت ہیں
تُو کیا تری اَولاد کے احسان بہت ہیں
یہ کم تو نہیں جو تری بیٹی نے کیا ہے
دَم توڑتے اِسلام کو شبیرؑ دیا ہے

چہرے پہ وقارِ بشریّت کی تب و تاب
آنکھوں میں بدلتے ہوئے اُس دَور کا اِک خواب
لہجے میں محمدؐ کی صداقت کے کُل آداب
دِل خواہشِ دُنیا کے کُچلنے کو ہے بیتاب
ہاتھوں سے زمامِ دل و جاں چُھوٹ رہی ہے
ماتھے سے شرافت کی کرن پُھوٹ رہی ہے

قد ہے کہ اندھیروں میں دمکتا ہُوا مینار
ماتھا ہے آئینۂ سرنامۂ اسرار
یہ شرم و شرافت کی نقابیں سرِ رُخسار
پلکوں پہ حیا جان چھڑکتی ہُوئی سو بار
مُٹھی میں رواں نبضِ دلِ ارض و سما ہے
ہونٹوں پہ رسالت کے پنپنے کی دُعا ہے

پایندہ ترے دم سے نبوّت کا حشم ہے
تُو محسنۂ زندگیِ شاہِ اُمم ہے
محفوظ جہاں تیرا ہر اک نقشِ قدم ہے
مُجھ کو اُسی شعبِ ابی طالب کی قسم ہے
تُو شمعِ رسالت کا وہ فانوس بنی ہے
اب تک تری چادر سرِ انساں پہ تنی ہے

سرمایۂ انفاسِ پیمبر ترا کردار
زہرا کی طبیعت سے بھی نازک تری گفتار
اربابِ جہالت کو کچلتی ہُوئی رفتار
اے دینِ مکمّل کے لیے دولتِ بیدار
اِسلام کی عظمت تری مرہُون رہے گی
تا حشر نبوّت تری ممنون رہے گی

جس دور میں تو صاحبۂ دولت و زر تھی
تیرے زر و دینار پہ دُنیا کی نظر تھی
حیرت ہے کہ اُس وقت بھی تو ابرِ گُہر تھی
تجھ کو کسی اُجڑے ہُوئے گھر کی بھی خبر تھی
یہ کام تو مشکل تھا مگر کر کے دِکھایا!
اِک دُرِّ یتیمی کو سرِ تاج سجایا

ہاں قصرِ نبّوت میں چراغاں کیا تُو نے
اِیمان کو اِک صُبحِ درخشاں کیا تُو نے
اِسلام کے ہر درد کا درماں کیا تُو نے
جو کچُھ تھا ترے گھر میں وہ قرباں کیا تُو نے
گر حُکمِ شہنشاہِ دو عالم نہ سمجھتا!
مَیں تجھ کو محمّدؐ سے کبھی کم نہ سمجھتا

اِیماں کو مُصیبت سے بچاتی رہی تُو بھی
اِسلام کو دامن میں چُھپاتی رہی تُو بھی
باطل کے خد و خال مٹاتی رہی تُو بھی
آندھی میں چراغ اپنا جلاتی رہی تُو بھی
جب تک یہ زمانہ یُونہی پرواز کرے گا
اِسلام ترے نام پہ سَو ناز کرے گا

سُلطانۂ ایوانِ وفا بنتِ عرب تُو
دُنیا کے لیے مرکزِ عرفانِ اَدب تُو
معراج کی شب کچھ بھی سہی محورِ شب تُو
مصحف کے معارف میں ہے آیاتِ بہ لب تُو
ہر دَور میں تُو زیب دہِ ختمِ رُسل ہے
زہرؑا ہے ترا جُزو تو تُو جُزو کا کُل ہے

رُتبے میں کہاں کوئی ہُوا تیرے برابر؟
کیونکر کوئی کہلائے گا آخر ترا ہمسر
حیدؑر ترا داماد محمدؐ ترا شوہر
حسنینؑ نواسے ہیں تو زہرؑا تری دُختر
دوزخ ترے دُشمن کے لیے گرم ہُوا ہے
جنّت تری نعلین اُٹھانے کا صِلا ہے

پُوچھا تری تاریخ کے ہر دَور سے ہم نے
یہ بھید بھی پایا نہ کسی اَور سے ہم نے
دیکھی نہیں مائیں کبھی اس طور سے ہم نے
دیکھے جو ترے لختِ جگر غور سے ہم نے
ہر مردِ جری عکسِ اَب وجد نظر آیا
"ہر فرد ترے گھر کا محمدؐ نظر آیا"

گر تیری اجازت ہو تو اِک عرض ہے سرکار
بیٹی تری جھٹلائی گئی کیوں سرِ دربار؟
کیوں لاشِ حسنؑ پر ہُوئی تیروں کی وہ بوچھار
زینبؑ کی ردا چھِن گئی، وہ بھی سرِ بازار؟
کیوں تیرے گھرانے پہ ستم اِتنا ہُوا ہے
اِتنی بڑی خدمت کا یہی اَجر مِلا ہے؟
تاراج ہُوا تیری اُمیدوں کا چمن کیوں؟
پامال ہُوئے ریت پہ معصُوم بدن کیوں؟
شبّیر کی میّت رہی بے گور و کفن کیوں؟
زینب پسِ گردن ہُوئی مجروحِ رَسن کیوں؟
معصومؑ سکینہ کو کفن کیوں نہ مِلا تھا؟
کیا یہ بھی فقط تیری مشقّت کا صِلا تھا؟

دستِ کبریا ہے علیؑ!

جمالِ رُوئے نبیؐ، حُسنِ کبریا ہے علیؑ
خُدا نہیں ہے مگر مظہرِ خدا ہے علیؑ

کچھ اِس لیے بھی تو حیدرؑ ہے شہرِ علم کا در
دِلوں کو عِلم کی خیرات بانٹتا ہے علیؑ

اِدھر اُدھر کا سوالی نہ بن نہ عُمر گنوا
مجُھے علی کی قسم، دستِ کبریا ہے علیؑ

یقین شک کے لبادے میں چُھپ نہیں سکتا
کہ شافعی کے لیے ہُو بہُو خدا ہے علیؑ

صَدا یہ آج بھی آتی ہے بابِ خیبر سے
خُدا کے دِیں کا مُصیبت میں آسرا ہے علیؑ

حرم میں بُت شکنی کا مُظاہرہ دیکھو!
کہ ابتدا ہے محمدؐ تو انتہا ہے علیؑ

خبر تھی گرم کہ معراج کا سفر ہوگا
نبیؐ سے پہلے فلک پر پہنچ گیا ہے علیؑ

خُدا کے دین، تری زندگی سلامت ہے
تری رگوں میں لہُو بن کے گونجتا ہے علیؑ

ہزار سامری سانپوں میں گِھر کے خوف نہ کھا
کلیمِ طُور کی جُرأت ترا عصا ہے علیؑ

علیؑ کے باب میں سوچیں تو جاں نکلتی ہے
شعورِ عقلِ بشر تجھ سے ماورا ہے علیؑ

علیؑ سے معرفتِ علم کی زکوٰۃ چلی
مقامِ علم سے دُنیا میں آشنا ہے علیؑ

یہی صراطِ حقیقت، یہی سراجِ ازل
خُدا کے شہر کا آسان راستہ ہے علیؑ

علیؑ کے پہلے پہر کی ہے التماس نبیؐ
نبیؐ کے پچھلے پہر کی حسیں دُعا ہے علیؑ

بکھر کے بولتے قرآن کا سراپا ہے
سمٹ کے نقطۂ تعظیمِ حرفِ با ہے علیؑ

اِسی کے نام کا نعرہ ہے ارتعاشِ وُجود
سُکوتِ گنبدِ احساس کی صدا ہے علیؑ

علیؑ علیؑ سے منوّر گلی گلی محسنؔ
گلی گلی میں ہمیشہ مری صَدا ہے علیؑ

زمینِ حرم پر ـــــ ورُودِ علیؑ

یہ تطہیر کی رُت یہ نکھری فضا
یہ چھائی ہوئی رحمتوں کی گھٹا

یہ کھُلتی ہُوئی اِنّما کی دُکاں !
یہ ہر سمت "حق سِرِّ ھُو" کی اذاں

یہ قوسِ قُزح علم و عرفان کی
یہ رعنائیاں عکسِ وجدان کی

یہ نقشِ جنُوں کے نکھرتے ہُوئے
مَلک آسماں سے اُترتے ہُوئے

یہ حُوروں کے گیسُو سنورتے ہوئے
خیالوں سے آہُو گزرتے ہوئے

یہ رنگوں کی بارش چمن در چمن
یہ سجتی ہوئی محفلِ فکر و فن

برستے ہوئے دُرج و لعل و گہُر
چمکتی ہوئی عقل کی رہگزر

یہ سبزے پہ شبنم کی پرچھائیاں
یہ تاروں کی بےخواب انگڑائیاں

یہ موتی صدف سے نکلتے ہوئے
شرر آبگینوں میں ڈھلتے ہوئے

یہ مستی کی بہتی ہُوئی آبجُو
یہ بڑھتی ہوئی شوق کی آبرُو

یہ دِل میں پگھلتی ہوئی ہر اُمنگ
یہ بہتے ہوئے رنگ بھی سنگ سنگ

یہ مہتاب ذرّوں میں بٹتا ہُوا
یہ خورشید شیشوں میں کٹتا ہُوا

نبوّت نقابیں اُلٹتی ہوئی!
ولایت کی خیرات بٹتی ہُوئی

یہ سجتا ہُوا نور کا سائباں
یہ بجتی ہوئی دِل کی شہنائیاں

یہ بچھتی ہُوئی چاندنی کی صفیں
یہ گاتی ہوئیں گُنگناتی دَفیں

یہ لگتی ہوئی "ھَل اتیٰ" کی قنات
یہ گِرتے ہُوئے جہل کے سومنات

یہ بابِ حرم جگمگاتا ہُوا
یہ سارا جہاں ڈگمگاتا ہُوا

زمیں پر اُترتے ہُوئے انبیاء
لبوں پر ہے صلّے علیٰ کی صدا

وہ آدم چلا دَم سنبھالے ہوئے
محبّت، مؤدت میں ڈھالے ہوئے

وہ یعقوب محفل میں آنے لگا
خِضَر اس کو رستہ دکھانے لگا

براہیم ہوتا ہے مَسند نشیں
بڑھا یوسُفِ کہکشاں آستیں

یہ مُوسےٰ وہ عیسےٰ ہوئے ہم قدم
سنبھالے ہُوئے زندگی کا عَلَم

سنبھلن سنبھلنا یہ کون آگیا
خموشی کا کیسا فسوں چھا گیا؟

یہ آرائشِ محفلِ طٰین ہے
یہ وحدت کے لہجے میں یٰسین ہے

یہ بدرالدُجیٰ ہے یہ شمس الضحیٰ
یہ مفہومِ واللّیل و رازِ کساء!

یہ خُلق و اُخوّت کا مینار ہے
یہ انسانیت کا علمدار ہے

یہ تخلیقِ کونین کا راز ہے
بشر ہے مگر نُور کا ناز ہے

یہ دیکھے تو بَن خُود سے بسنے لگیں
یہ بولے تو موتی برسنے لگیں

اِسی سے رَواں فِکر کی ہر نَدی
یہ ہے باعثِ رحمتِ ایزدی

جو بھُولے سے پڑ جائے اِس کی نگاہ
تو کنکر بھی پڑھنے لگیں لا اِلٰہ!

یہ سُلطان ہے رُوحِ کونَین کا
یہ ہے منتہا حُسنِ حَسنینؑ کا

یہی ہے وقارِ فروع واُصول
کہ بیٹی ہے اِس کی جنابِ بتولؑ

یہ پلکیں اُٹھائے اگر بر زمیں
تو مہتاب ہو جائے ٹکڑے وہیں

جو اِس کے لیے بے اَدب ہو گیا
تو سمجھو کہ وہ بُولہب ہو گیا

مُسرّت سے جھُوم اے مری زندگی
کہ نبیوں کی محفل مکمّل ہوئی

اِدھر آ ولایت کی محفل سجے!
کہ "حق یا علیؑ" کی بھی نوبت بجے

سجا ساقیا اپنی محفل ذرا
اُٹھا جامِ اوّل بنامِ خدا

ہر اِک سَمت کیسی جھڑی چھا گئی؟
کہ تیرہ (۱۳) رجب کی گھڑی آ گئی

سجا محفلِ جشن حُسنِ رجب
کہ دُلہن بنی سر زمینِ عرب

صراحی میں آبِ بقا گھول دے
ہر اِک سُو نشے کی دُکاں کھول دے

بتاؤں تجھے آج نُسخہ نیا !
کہ بنتی ہے کیسے مئے "اِنّما !"

بنا میکدہ ایک ایمان کا !
ترازو ہو پھر اُس میں وجدان کا

سجا اِس ترازو میں توحید کو
بڑھے خود بخود عدل تائید کو

نبوّت کا جوہر ملے جس قدر
مِلا پھر امامت کے بارہ گہُر

فقط تیس تولے ہوں قرآن کے
صَدف اُس میں ہوں آلِ عمران کے

فرشتوں سے آنکھیں مِلا ساقیا
ذرا سی ہو خاکِ شِفا ساقیا

عمل سے جواہر کو پھر نرم کر
عقیدے کی لَو پر اِسے گرم کر

طبیعت نئی رُت میں کیوں کھوگئی
یہ مَے دیکھ تیّار بھی ہوگئی!

یہ مَے ہے نجاتِ بشر کا سبب
"شراباً طہُورا" ہے اِس کا لقب

مگر ہر کسی پر برستی نہیں!
یہ مَے اِس قدر بھی تو سستی نہیں

یہ مَے خوابِ آدم کی تعبیر ہے
یہ مَے آیۂ کُن کی تفسیر ہے

پلا ساقیا، کچھ تو آگے بڑھوں
قصیدہ شہِؑ اَوصیاء کا پڑھوں

پلا اَب بلا رشک و بغض و حسد
رَواں سُوئے کعبہ ہے بنتِ اسدؑ

زباں پر ہے تسبیحِ ربِّ جلیل
زمیں پر بچھاتا ہے پَر جبرئیل

یہ حوریں بڑھیں دائرہ دائرہ
یہ مریمؑ یہ حوّا یہ ہیں آسیہ!

چلی جا رہی ہے کنیزِ خدا
لبوں پر مچلتی ہے بس اِک دُعا

"خدایا ترا کتنا احسان ہے
مرا لختِ دِل تیرا مہمان ہے -!

عجب لُطف سانسوں کی خُوشبو میں ہے
اِمامت کی ضَو میرے پہلو میں ہے

خداوندا پورا یہ ارمان کر
میری مشکلیں تو ُہی آسان کر"

اِدھر قُفلِ بابِ حرَم بند ہے
رُخِ رُوحِ لَوح و قلم بند ہے

کوئی ہمسَفَر ہے نہ غمخوار ہے
سُکوتِ سماوات بیدار ہے

ہُوئی لَب کشا پھر وہ بنتِ اَسد
کہ اے لَم یزل ، لَم یَلِد' بے ولَد

مقدّر مجھے آزمانے کو ہے !
کہ مہمان تشریف لانے کو ہے !!

مصیبت میں آسانیاں گھول دے
حَرم میں کوئی دَر نیا کھول دے

صدا آئی گھبرا نہ اے فاطمہؑ
کہ رَنج و اَلم کا ہوا خاتمہ

یہ مشکل میں کیا تجھ کو احساس ہے؟
کہ مشکل کُشا تو تیرے پاس ہے

مشیّت جو اعجاز پر تُل گئی
چٹخ کر جدارِ حرم کھُل گئی

جہاں کو مسرّت کا پیغام دُوں
اَب اِن ساعتوں کو مَیں کیا نام دُوں؟

چٹک کر کھلی ــــ آرزو کی کلی!
زمینِ حرم پر ــــ وُرودِ علیؑ!!

علیؑ آسمانوں کا سُلطان ہے
علیؑ اصل میں کُلِّ ایمان ہے!!

علیؑ انبیاء کا نگہدار ہے
علیؑ دیں کا رہبر ہے سالار ہے

علیؑ کشتیٔ نوحؑ کا بادباں
علیؑ سُورجوں سے بھری کہکشاں

علیؑ آشنائے رُموزِ یقیں
علیؑ لنگرِ آسمان و زمیں

علیؑ مظہرِ تابشِ طُور ہے!
علیؑ گرمیٔ موجۂ نُور ہے

وہ جوُد و سخا میں ہے مشہور بھی
علیؑ بادشہ بھی ہے مزدُور بھی

علیؑ شاملِ بزمِ زیرِ کساء
علیؑ ہے زمانے کا مشکل کشا

علیؑ ماہتابِ جبینِ بشر
علیؑ آفتابِ جہانِ سحر

علیؑ ہر ولی کا جلی انتخاب
علیؑ ابنِ عمرانؑ علیؑ بوتراب

علیؑ ارض پر بھی ستونِ سماء
علیؑ قامتِ فکر کی انتہاء

علیؑ کی جو ضربت کے جوہر کھلے
خدائی کے سجدے نچھاور ہوئے

علیؑ سے دیارِ کرم بس گیا
علیؑ کے قدم سے حرم بس گیا

علیؑ ربِّ عالم کا چہرہ نما
علیؑ وارثِ مسندِ ھل اتیٰ

علیؑ دستِ قدرت کا شہکار ہے
علیؑ سارے عالم کا دِلدار ہے!

علیؑ پردۂ آدمیّت کا راز
علیؑ ہے عقیدے کی پہلی نماز

بشر کی سمجھ سے ہے بالا علیؑ
زمیں پر لگے عرش والا علیؑ

کبھی مشکلوں سے جو پالا پڑا
تو میں نے فقط "یا علیؑ" کہہ دیا

تھکیں، تھک کے رستے میں ہی مر گئیں
مری مُشکلیں خود کشی کر گئیں:

کرم کر، کرم اے میرے ایلیاء
مدد کر بحقِ نبی مصطفےٰؐ

مرے دِل میں اپنی وِلا گھول دے
مری مشکلوں کی گِرہ کھول دے

زرِ نُطقِ ایماں اثر بخش دے
مجھے بولنے کا ہُنر بخش دے

عجائب کا مظہر ہے تُو یا علیؑ
بچانا مری آبرُو یا علیؑ

یہ ہے اَجرِ تشنہ لبی کی دلیل
تُو ہے ساقیٔ کوثر و سلسبیل

سرِ حشر بخشش کا حیلہ ہے تُو
مری عاقبت کا وسیلہ ہے تُو

مَیں تیری شفاعت کا حقدار ہُوں
تُو معصُوم ہے مَیں گنہگار ہُوں

ہر اِک سانس ہے مشکلوں کی لڑی
مدد میرے مَولاؑ ___ بحقِ نبیؐ

مری ہر مُصیبت کا ہو خاتمہ
بنامِ حجابِ رُخِ فاطمہؑ

مہکتا رہے خواہشوں کا چمن
بحقِّ مقامِ امامِ حسنؑ

عطا کر مرے دیدہ و دِل کو چین
بدستِ سخاوت بنامِ حسینؑ

علیؑ بادشاہ اِک نظر اِس طرف
ترا منتظر ہے فقیرِ نجف

زَر و بخت و سُلطانی و نام دے!
مجھے اِس قصیدے کا انعام دے!!

ایوانِ فاطمہؑ

کتنی بلندیوں پہ ہے ایوانِ فاطمہؑ
رُوح الامیں ہے صُورتِ دربانِ فاطمہؑ

حاصل کہاں دماغ کو عرفانِ فاطمہؑ؟
خُلدِ بریں ہے نقشۂ امکانِ فاطمہؑ

کیا سوچیے بہارِ گلستانِ فاطمہؑ
حَسنینؑ جب ہوں سُنبل و ریحانِ فاطمہؑ!

کچُھ اس لیے بھی مجھ کو تلاوت کا شوق ہے
قُرآں ہے لفظ لفظ ثنا خوانِ فاطمہؑ

نبیوں پہ حکم ہے کہ نگہ رُو برُو رہے
توحید حشر میں ہے نگہبانِ فاطمہؑ

اِس کو مٹا سکیں گی نہ باطل کی سازشیں
اِسلام پر ہے سایۂ دامانِ فاطمہؑ

کرتے پھریں زمیں پہ تجارت بہشت کی
اپنے گداگروں پہ ہے فیضانِ فاطمہؑ

ہر نقشِ پا میں جذب ہے فتحِ مُبین کی مُہر
دیکھئے "مباہلہ" میں کوئی شانِ فاطمہؑ

ختمِ رُسُل کی گود ہے عصمت کی جائے نماز
چہرہ علیؑ ولی کا ہے قرآنِ فاطمہؑ

مفہومِ "ماتَشاءُ" کی قسم کائنات میں
فرمانِ کردگار ہے فرمانِ فاطمہؑ

وہ کل بھی "پنجتن" میں صدارت مقام تھی
منصب یہی ہے آج بھی شایانِ فاطمہؑ

ہے کُفر اِس کے قول پہ حاجت گواہ کی
ایمانِ کُل ہے شاہدِ ایمانِ فاطمہؑ

اِس انتظار میں ہے قیامت رُکی ہوئی
شاید ابھی کچھ اور ہو فرمانِ فاطمہؑ

کیسے کروں تمیز حسنؑ اور حسینؑ میں
اِک رُوحِ فاطمہؑ ہے تو اِک جانِ فاطمہؑ

رُومالِ فرقِ حُرؑ ہے گواہی اِس اَمر کی
بخشش کی سلسبیل ہے احسانِ فاطمہؑ

اولادِ فاطمہؑ نہ ہو دین پر نثار کیوں؟
نُقصانِ دین ہے اصل میں نُقصانِ فاطمہؑ

× بابِ بتولؑ ہو کہ درِ خیمۂ حسینؑ
ہر دور میں لُٹا سر و سامانِ فاطمہؑ

× میں سوچتا ہوں لکھ دُوں وفا کے نصاب میں
فِضّہؑ کا نام شمعِ شبستانِ فاطمہؑ

× اِک مرثیہ ہے خُونِ شہیداں کی بُوند بُوند
بکھرا ہُوا ہے ریت پہ دیوانِ فاطمہؑ

× نیزے کی نوک پر ہے مجھے رَحل کا گماں
اُس پر سرِ حسینؑ ہے قرآنِ فاطمہؑ

× دیکھ اے مزاجِ مصحفِ ناطق کی برہمی
شُعلوں کی زد میں سُورۂ رحمٰنِ فاطمہؑ

× فوجِ ستم کے سامنے کب ہے علیؑ کا لال؟
شک کے مقابلے میں ہے ایقانِ فاطمہؑ

بابِ بہشت پر مجھے روکے گا کیوں کوئی؟
مُحسنؔ میں ہوں غلامِ غُلامانِ فاطمہؑ!!

تسلیم کہ دُنیا میں .... !

تسلیم کہ دُنیا میں گُنہگار بھی ہم ہیں !
لیکن تری بخشش کے پرستار بھی ہم ہیں

اِک شامِ غریباں کو منوّر کیا ہم نے
اِک صبحِ فلک ناز کے آثار بھی ہم ہیں

ہم پیاس کے صحرا بھی سجاتے ہیں لبوں پر
آنکھوں میں لیے بارشِ انوار بھی ہم ہیں

اے گردِ رہِ شوق ہمیں ڈھانپ کے اُڑنا
اے نوکِ سِناں قافلہ سالار بھی ہم ہیں

اِس واسطے جنّت کی فضا حق ہے ہمارا
شبّیرؑ، ترے غم میں عزادار بھی ہم ہیں

اے صبر تیرے واسطے ہم دولتِ بیدار
اے ظُلم تری راہ میں دیوار بھی ہم ہیں

مُحسنؔ ہمیں اُلجھے ہیں سدا اُس کے عدُو سے!
زہراؑ کی شفاعت کے طلب گار بھی ہم ہیں

ہے محیطِ حیات، حُسن حَسنؑ !!

(قصیدہ سرکارِ اَمن حضرت امام حسن علیہ السّلام)

سج گئی محفلِ دیارِ سُخن
پھر مہکنے لگا وفا کا چمن

مَوج در مَوج پھر ہوئی آغاز
گرم رفتاریٔ غزالِ خُتن!

پھر خزاں کے خلاف صَف بستہ
سر اُٹھانے لگے ہیں سرو و سمن

بڑھ گئی پھر تپش خیابوں کی
تپ گیا پھر حواس کا کُندن

اَلاَماں شُعلگی تصوّر کی !
جل نہ جائے حیات کا دامن

پھر تخیّل نے لی ہے انگڑائی
جاگ اُٹھا پھر حیات کا گلشن

برگِ گُل پر نزُول شبنم کا
جیسے شیشے کو چیر جائے کرَن

لمس اور اک قسریۂ جاں میں
جیسے پھُولوں کو چھیڑتی ہے پوَن

دِل میں اُترا ہجُوم لفظوں کا !
جیسے رقصاں ہوں چاندنی میں ہرَن

رَو میں اِک نرم یاد کی آہٹ
جیسے بے خواب گھنگھرؤں کی چھنَن

گونج اُٹھے چشم و گوش کے ایواں
نکہتوں سے مہک گئے آنگن

شاخ در شاخ بج اُٹھے پھر سے
موتیے کے دُھلے ہوئے کنگن

پھر سے لہرا گئی ہے آنکھوں میں
وقت کی سبز ریشمی چلمن،

پھر سے دُہرا رہی ہے مَست ہَوا
اَبْر سے پیار، پربتوں سے وَچن

پھر ہیں طغیانیوں کی خواہش میں
دیدۂ و دِل مثالِ گنگ و جمن

پھر ہے احساس۔ فکر کی زد میں
جیسے پتّھر پہ ضربتِ آہن!!

پھر بکھرنے لگی ہے بینائی!!
پھر اُبھرنے لگی ہے دِل میں چُبھن

پھر سے آنکھیں گلاب کرنے لگا
موسمِ برشگال کا جوبن!

پھر سے خانہ بدوش اندیشہ
دشتِ جاں میں ہوا ہے خیمہ زن

مسجدوں میں دُعاؤں کی بارات
منبروں پر درُود کے درشن

پھر صَبا کُنج دشت سے گزری
بن کے معصُوم خواہشوں کی دُلہن

آنکھ میں جُھٹپٹے کا عالم ہے !!
جیسے جنگل میں موسموں کی تھکن

لَب پہ خوشبوئے رہگذارِ حجاز
سانس میں اولیائے دیں کی پھبن

سجدۂ شُکر میں قلم کی جبیں !
سرحدِ مدح پہ شعُورِ سخن

خامۂ فکر، شہپرِ جبریل!!
سلسبیلِ حیات چشمۂ فن!!

انگلیاں مُضطرب ہیں لکھنے کو
مدحتِ بادشاہِ صَوت و سُخن

دِل میں شوقِ سخنوری، جیسے
سینۂ سنگ میں رواں ہو کرن

جیسے کھُلنے لگا ہو بابِ قبول
جیسے ڈھلنے لگی فضا کی گھُٹن

آج کی رات جس طرف دیکھو
ہے مُحیطِ حیات حُسنِ حَسنؑ

لختِ خیر البشرؐ، امامِ مُبیں!!
نُورِ عینِ علی، امیرِ زَمن

ثمرۂ قلبِ فاطمۂ زہراؑ
شجرۂ طیّبہ، سفیرِ عَدن!!

ناخدائے سفینۂ اُمّت
بابِ حاجاتِ کوہ و دشت و دمن

رُوحِ اَمن و وقارِ پیغمبرؐ
چارہ سازِ ہجُومِ رنج و محن

یوسُفِ مصرِ آرزوئے بشر
ماہِ کنعانِ دیدۂ روشن!!

مرکزِ جلوہ گاہِ فکر و شعُور!
محورِ حرف و نطق و شعر و سخن

اَولیاء کی مسرّتوں کا حصار!
انبیاء کی محبّتوں کا چمن!!

چشمۂ سلسبیلِ جُود و عطا!
موجۂ نورِ وادئ ایمن!!

آبِ تطہیر میں لبوں کی چمک
جیسے دہکے ہوئے ہوں لعلِ یمن

موسمِ اَبر ، اَبروؤں کی کماں!
عشرتِ عید ہے زکواۃِ بدن

لوحِ محفوظ ، عارضوں کی حیاء
خطِّ تقدیر ، گیسوؤں کی شکن

دینِ حق کا نصیب ہاتھوں میں
دیدۂ تر میں کہکشاں روشن

سانس خوشبوئے آیۂ تطہیر
نطق ، اسرارِ کبریا کا متن!

مرحبا اَوجِ نقشِ پائے حسنؑ
جھک کے دھرتی کو چومتا ہے گگن

ساعتِ دید کی سخا ___ پُروا
سایۂ زلف کی عطا ___ "ساون"

آنکھ میں عکسِ جلوۂ وحدت
آئینے میں ہے چاند کا درپن!

حرفِ دستور خامشی کی لکیر
پرچمِ امن ___ تارِ پیراہن

جب بھی شاہی کے غیض نے چاہا
پیکرِ دیں سے چھین لے دھڑکن

بانجھ ہو جائے سرزمینِ شعور
گُنگ ہو جائے کائناتِ سخن

برقِ عُدوان راکھ کر ڈالے
آدمیّت کے فکر کا خرمن

پرچمِ امن بن کے لہرایا
سایۂ دستِ مہربانِ حسنؑ

حلقۂ موجِ داستانِ کرم
بن گیا روحِ عصر کا مامن

کھُل کے برسا جو امن کا بادل
ہو گئی ختم وقت کی اُلجھن

کھُل گئے گیسوئے حیات کے بَل
بج اُٹھی پائے فکر کی جھانجھن

اے شہنشاہِ کہکشاں گیتی
مرکزِ گردشِ زمین و زمن

اپنے نوکر پہ بارشِ اکرام!
اپنے خادم پہ بخششِ دامن!!

دُھوپ کے دشت میں عطا ہو مجھے
سایۂ سدرۂ صریر و سخن

محسنؔ کاسہ لیس ہوں مولاؑ
مجھ کو بخشیں خیال کا مخزن

مُہر و میزانِ مملکت ہو عطا
مملکت سے مُراد ہے مرا "فن"

تُو کہ ہے "ساترالعیوب" لقب
میں برہنہ سَر و برہنہ بدن!!

درد کی دُھوپ ڈس رہی ہے مجھے
دے مجھے سایۂ عَبا کا کفن

تازہ دَم راحتیں مجھے ہوں عطا
بڑھ چلی حد سے زندگی کی تھکن

رزقِ علم و شعور دے مجھ کو
اے خدیوِ زمیں، امیرِ زمن

یا شبستانِ خواب میں آکر
دے مجھے اِذنِ دید و تابِ سخن

تیری بخشش ہے کیمیائے نجات
مجھ پہ برسا یہ التفات کا دھن

تیری مدحت میں حشر تک آقاؑ
میں چہکتا رہوں چمن بہ چمن

حشر میں بھی نوازنا مجھکو
میرے مرشد، مِرے امام حسنؑ

دوستو، صاحبِ کردار بنو!

رونقِ شاخِ سرِدار بنو !
وقت کے میثمِ تمّار بنو!!

لشکرِ ظُلم سے لڑنے کے لیے
دستِ مظلوم کی تلوار بنو!!

صبر کے سر کو جھکانے کے لیے
صبرِ سجّاد کا معیار بنو!!

ہاتھ سے ہاتھ نہ چُھٹنے پائے
آہنی عزم کی دیوار — بنو

تم سے زِنداں بھی لرز جائیں گے
جراُتِ جذبۂ مختار بنو!!

سُرخرُو حشر میں ہونا ہے اگر
دوستو، صاحبِ کردار بنو

توڑ دو بیعتِ باطل کا فسوں
حُرؑ نظر آؤ ــــ جگر دار بنو

پھر تمنّائے اِرم بھی جائز ــ!
پہلے مولاؑ کے عزادار ــ بنو

مَرحبَ تو ہے مقابل محسنؔ
پَیروِ حیدرِ کرّار ــــ بنو

سلام

بقصدِ رکوع و سجود و قیام کہنا ہے
حسینؑ ابنِ علیؑ پر سلام کہنا ہے

زباں کو چاہیے کچھ اعتمادِ خاکِ شفا
ہمیں جبیں کو معلّیٰ مقام کہنا ہے

غمِ حسینؑ میں اِک اَشک کی ضرورت ہے
پھر اپنی آنکھ کو، کوثر کا جام کہنا ہے

یہ نام کیوں نہ کروں زندگی میں وردِ زباں؟
مجھے لحد میں علیؑ کو اِمام کہنا ہے!!

بروزِ حشر زیارت نصیب ہو تو ہمیں
علیؑ کے لالؑ سے تھوڑا سا کام کہنا ہے

کہاں تلک نہ سُنے گا کوئی حسینؑ کا ذکر؟
یہ داستاں تو ہمیں صبح و شام کہنا ہے

یہ داغِ ماتمِ شبیّرؑ ہے جسے محسنؔ
اندھیری قبر میں ماہِ تمام کہنا ہے!

صبرِ شبیرؑ کے سجدے سے ظفریاب ہُوا

قریۂ جاں میں اُبھرنے لگا پھر گریۂ شب
پھر مِلا اذنِ تکلّم پئے یک جُنبشِ لب
پھر بڑھی تشنہ لبی، جدّتِ خواہش کے سبب
پھر دِل و دیدہ کو ہے چشمۂ کوثر کی طلب
آگہی غازۂ رخسارِ سحر مانگتی ہے
زندگی وقت سے جبریل کا پَر مانگتی ہے
آنکھ میں پھر سے دَمکنے لگے الماس و گہُر
لوحِ افلاک پہ بجھنے لگے تاروں کے شرر
مَوج در مَوج کھُلے پھر سے حوادِث کے بھنور
خامۂ فکر نے آغاز کیا عزمِ سفر
دستِ احساس سے ظُلمت کی عِناں چھُوٹ گئی
کہکشاں بن کے دھنک مثلِ کماں ٹُوٹ گئی

پھر سرکنے لگی تاریخ کے چہرے سے نقاب
کھُل گئی ذہن میں دہکے ہوئے ماضی کی کتاب
حرف در حرف بہلنے لگے تعبیر سے خواب
گردشِ وقت نے ترتیب دیا یومِ حساب
پرچمِ عدل بصد رنگِ اَنا کھُلنے لگا
ایک اِک اشک سرِ نوکِ مژہ تُلنے لگا
ظُلم کی دُھوپ نے سنولا دیئے جذبوں کے گلاب
حبس کی زد میں پگھلنے لگے بخشش کے سحاب
چھا گیا عرصۂ ہستی پہ شقاوت کا عذاب
پڑ گئی ماند مہ و مہرِ خیالات کی آب
وقت جب خیر کی تعظیم کا در بھول گیا
خود تراشیدہ صلیبوں پہ بشر جھول گیا
شہر در شہر مچی قہرِ سلاطین کی دُھوم
صحنِ گلشن پہ مسلّط ہُوئی خود بادِ سموم
ظُلمتِ جہل کی ہیبت سے پڑے زرد عُلُوم
لشکرِ جبر نے پامال کیا حُسنِ نجُوم!
جبر کا شور بڑھا جب حدِ رُسوائی سے
کھُل گئی گرہِ جنُوں صبر کی انگڑائی سے

صبر سرمایۂ دِل، صبر مناجاتِ ضمیر
صبر خوشبو کی طرح پھول کے سینے میں اسیر
صبر صحرا سے گزرتے ہُوئے بادل کا سفیر
صبر سُقراط کے ہونٹوں پہ تبسّم کی لکیر
صبر ایوانِ سلاطیں میں کہاں مِلتا ہے؟
صبر کا پھُول سرِ نوکِ سناں کِھلتا ہے

صبر غربت میں سدا دولتِ ثقلین اساس
صبر فرمانِ یقیں، صبر نگہدارِ قیاس!
صبر قرآن بہ لب صبر ہے تفسیر شناس!
صبر نبیوں کی قبا، صبر امامت کا لباس
صبر صدیوں کی ریاضت کا ثمر بنتا ہے
صبر بے چین دُعاؤں کا اثر بنتا ہے

صبر آدم کا مقدر کبھی ہابیل مزاج !
صبر انساں کی مشقّت کو فرشتوں کا خراج
صبر اوہام کا قیدی ہے نہ پابندِ رواج
صبر مظلوم کے ماتھے پہ اٹل فتح کا تاج
ظلم جب سینۂ گیتی میں دھڑک اُٹھتا ہے
صبر شبنم کے کلیجے میں بھڑک اُٹھتا ہے

صبرِ یعقوب کا چہرہ کبھی یوسف کی جبیں
صبرِ مریم کا تقدّس کبھی عیسیٰ کا یقیں
صبر کی مسندِ اعزاز سرِ عرش بریں
صبر ہے خاتمِ انگشتِ سُلیماں کا نگیں

صبر کی طبعِ حسیں جب بھی مچل جاتی ہے
شُعلگیِ نار کی گلزار میں ڈھل جاتی ہے

صبر مُنہ زور ہواؤں کی ہتھیلی پہ چراغ
صبر مہتاب کے سینے میں دمکتا ہوا داغ
صبر تشکیک کے جنگل میں تیقُّن کا سراغ
صبر کلیوں کا تکلّم کبھی خُوشبو کا دماغ

صبر ہر جَور و ستم خُود سے بُھلا دیتا ہے
صبر دُشمن کو بھی جینے کی دُعا دیتا ہے

صبر پیوندِ زمیں ہے کبھی افلاک شکار
صبر زنجیر کی شورش کبھی زنداں کا فشار
صبر الہام کی منزل کبھی آیت کا وقار
صبر حکمت کا خزانہ کبھی بخشش کا حصار

ہاتھ میں جب بھی سخاوت کا عَلَم لیتا ہے
صبر محرم کو ولایت کی سند دیتا ہے

جذبۂ نوح کبھی عـزمِ براہیم ہے صبر!
وحدتِ فکر کے احساس کی تعظیم ہے صبر
عظمتِ ارض و سماوات کی تجسیم ہے صبر
چشمہ کوثر و خُم خانہ تسنیم ہے صبر
صبر کے عزمِ مُسلسل سے جو ٹکراتے ہیں
مُطلق الحکم شہنشاہ بھی مِٹ جاتے ہیں

صبر کونین کے چہرے کے لیئے زینت و زین
صبر معیارِ نظر، دولتِ جاں، راحتِ عین
صبر خیبر کا جری، فاتحِ صد بدر و حُنین
صبر کردارِ نبیؐ، صبر علمدارِ حسینؑ
صحنِ تاریخ میں جب خاک بکھر جاتی ہے
کربلا صبر کی معراج نظر آتی ہے

کربلا سجدہ گزاروں کے تقدُّس کی زمیں
کربلا حُسنِ رُخِ عرشِ معلّیٰ کی امیں
کربلا حق کا بدن، نقشۂ فردوسِ بریں
کربلا عدل کا دستور، مودّت کی جبیں
کربلا اب بھی وراء دسترسِ جبر سے ہے
کربلا روکشِ خورشید سدا صبر سے ہے

جب بڑھا سُوئے گریبانِ بشر ظُلم کا ہات
زلزلانے لگا جب قصرِ شریعت کا ثبات
کھول اِس بھید کو اے غربتِ عاشور کی رات!
بول اے دینِ پیمبرؐ کی اَبد رنگ حیات
تیرے جلتے ہوئے ہونٹوں پہ کوئی نام آیا ؟
جُز حسینؑ ابنِ علیؑ کون ترے کام آیا؟؟

جُز حُسین ابنِ علیؑ کون، کہانی کِس کی ؟
آج تک ہو نہ سکی بات پُرانی کِس کی ؟
دجلۂ وقت نے اپنائی روانی کِس کی؟
مَوجِ کوثر سے مِلی تشنہ دہانی کِس کی؟
لشکرِ ظُلم کو مٹّی میں ملایا کِس نے ؟
سو کے مقتل میں دو عالم کو جگایا کِس نے ؟

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ، وقت کی تہذیب کا ناز
جِس نے افشا کیا اِنسان کی توقیر کا راز
جِس کا ہر زخم ہے سرمایۂ تقدیرِ حجاز
جِس نے تیروں کے مصلّے پہ اَدا کی ہے نماز
گرم جھونکوں سے جو احوالِ صَبا پُوچھتا ہے
زیرِ خنجر بھی جو خالق کی رضا پوچھتا ہے:

لختِ دِل فاطمہؑ زہرا کا ــــ وہ مظلوم حُسینؑ
بارشِ ظُلم میں تنہا مِرا معصُوم حُسینؑ
پیاس میں قطرۂ دریا سے بھی محرُوم حُسینؑ
غربتِ دینِ پیمبرؐ ، ترا مقسوم حُسینؑ
جس نے شاداب چمن پَل میں اُجڑتے دیکھا
جس نے چُپ رہ کے عزیزوں کو بچھڑتے دیکھا
بندۂ ربِّ دوعالَم وہ خداوندِ اصُول
ثمرۂ قلبِ پیمبرؐ ، دُرِ شہوارِ بتولؑ
نکہتِ آیۂ تطہیر ، گُلستانِ رسُولؐ
کہکشاں جس کے لیے دامنِ احساس کی دُھول!
زندگی جس کی محبّت سے لُبھاتی ہے مجھے
ہیبتِ مَوت پہ اَب تک ہنسی آتی ہے مجھے
وُہ جو شبنم بھی ہے شُعلوں پہ شَرربار بھی ہے
دَولتِ فکر بھی ہے عظمتِ کردار بھی ہے
وجہِ تخلیق بھی ، تخلیق کا معیار بھی ہے
کاشفِ کنزِ خفی ، صاحبِ اسرار بھی ہے
وُہ جو مقتل میں بھی جذبوں کی گرہ کھولتا ہے
نوکِ نیزہ پہ بھی قرآں کی طرح بولتا ہے ــــ!

وہ حُسین ابنِ علیؑ ، پیکرِ تحسین و جمال
لوحِ تقدیرِ دو عالم پہ وہ تحریرِ کمال
جس کا ہر قطرۂ خوں دجلۂ احساس و خیال
جس سے دیکھا نہ گیا دینِ پیمبرؐ کا زوال
نقش ہے جس کا عمل وقت کے آئینے میں
لشکرِ ظلم کا دِل ڈوب گیا سینے میں

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ ، زندہ و تابندہ حُسینؑ
تا ابد اپنے اُصولوں میں وہ پائندہ حُسینؑ
اپنے زخموں کی شعاعوں سے وہ رخشندہ حُسینؑ
حق کی تجسیم وہ نبیوں کا نمایندہ حسینؑ
وہ جو میثاق کے ہر لفظ کی تجدید بھی ہے
جس کی مقروض نبوّت بھی ہے توحید بھی ہے

عظمتِ ابنِؑ علیؑ ، دین کے دستور سے پُوچھ
فخرِ مُوسیٰ کی تجلّی کا فسوں طور سے پُوچھ
رفعتِ نوکِ سناں دیدۂ منصور سے پُوچھ
صبرِ شبیرؑ کبھی سجدۂ عاشور سے پُوچھ
عصرِ عاشور کی کرنیں جو کبھی پُھوٹتی ہیں
آنکھ کے ساتھ دِل و جاں کی رگیں ٹوٹتی ہیں

ایک اک کر کے بچھڑتے تھے جب انصارِ حسینؑ
آسرا کوئی ضعیفی کا، کوئی رُوح کا چین!
یہ جواں لاش، وہ کم سِن تو اُدھر راحتِ عین!
ہچکیاں وہ کسی بچّی کی، کسی ماں کے وہ بین
زندگی درد سے بس دیدۂ تر جیسی تھی،
عصرِ عاشور قیامت کی سحر جیسی تھی

سو گئے جب سبھی اصحاب سرِ دشتِ بلا۔!
اکبرؑ و قاسمؑ و عبّاسؑ ہُوئے شہؑ پہ فِدا
کھو گئے عونؑ و محمدؑ، علی اصغر بھی چلا،
آئے مقتل میں حسینؑ ابنِ علیؑ بہرِ وغا!
شکر کرتے ہوئے سجدہ کبھی جُھک جاتے تھے،
سُوئے خیمہ کبھی بڑھتے، کبھی رُک جاتے تھے،

مقتلِ شہؑ کی زمیں خُون سے تر ہو کے رہی
زندگی اپنے ہی سینے کی سپر ہو کے رہی
نوکِ نیزہ کی بلندی تھی کہ سر ہو کے رہی
ظُلم کے ابر چھٹے، دیں کی سحر ہو کے رہی!!
جَبر کا نام و نشاں، بھُولا ہُوا خواب ہوا،
صبرِ شبیرؑ کے سجدے سے ظفر یاب ہوا

آدمِ ساداتؑ

(مدحتِ حضرت امام زین العابدین
علیؑ ابن الحسین علیہ السّلام)

نکھرے ہوئے کردار کا قرآن ہے سجّادؑ
انسان کی تقدیس کا سلطان ہے سجّادؑ
سرچشمۂ دیں، عظمتِ ایمان ہے سجّادؑ
اسلام کی تاریخ کا عنوان ہے سجّادؑ
یہ شہرِ فضائل ہے مصائب کا جہاں ہے
تکبیرِ نبوّت ہے امامت کی اذاں ہے
ہر دور میں احساس کی معراج ہے سجّادؑ
غیرت کا شہنشاہ ہے سرتاج ہے سجّادؑ
مظلوم کی آنکھوں میں مکیں آج ہے سجّادؑ
کب تیرے میرے ذکر کا محتاج ہے سجّادؑ؟
جب تک ہے جہاں میں حق و باطل کا فسانہ
سجّادؑ کے سجدوں کو نہ بھولے گا زمانہ

جب نصب ہو دُنیا میں کبھی عدل کی میزان
جب حق کے لیے خُود سے پگھلنے لگے وجدان
جب جبر کی بارش ہو سرِ سُورۂ رحمٰن
جب ظُلم سے ٹکرائے کسی دَور کا اِنسان
ہونٹوں پہ پیمبرؐ کی دُعا لے کے چلے گا
سجّادؑ کی جرأت کا عصا لے کے چلے گا

سجّاد سخی، سیّد و سردار و سرافراز
سجّاد امیں، اَمن کا آقا، اَجل اعزاز
سجّاد صعُوبت کے مقابل سپر انداز
سجّاد کے خُطبے میں ہے جبریل کی پرواز
سجّاد سرِ دشتِ خزاں اَبرِ کرم ہے
زینت ہے نمازوں کی عبادت کا بھرم ہے!

سجّادؑ کی آہٹ سے لرزتی رہی شاہی
سجّاد کی آواز ہے باطل کی تباہی!
سجّاد ہے بے تیغ رہِ حق کا سپاہی
سجّاد ہے شبّیرؑ کی عظمت کی گواہی
سجّاد کی ہیبت سے اَجل ڈول رہی ہے
زنجیر کی اِک ایک کڑی بول رہی ہے

سجّاد کی صُورت ہے کہ قرآن کی سُورۃ
سجّاد کی ہر سانس شریعت کی ضرُورت
سجّاد سے ٹکرائی جو باطل کی کدُورت
بے نام و نشاں ہو کے رہی گرد کی صُورت
جب ظُلم کبھی دہر کو برباد کرے گا۔!
سجّاد کو اسلام بہت یاد کرے گا

سجّاد کا چہرہ ہے کہ "والفجر" کا مفہوم
سجّاد کے گیسُو ہیں شب دَرد کا مقسُوم
سجّاد کا سینہ ہے کہ دیباچۂ معصوم
سجّاد کا ماتھا ہے کہ آئینۂ مظلوم
سجّادؑ کی پلکوں پہ یہ آنسو جو اَڑے ہیں
غیرت کی ہر اک شاخ پہ یاقُوت جَڑے ہیں

سجّادؑ کی آنکھیں ہیں کہ مَرجان کی دُکانیں
سجّادؑ کی ہیبت سے ہُوئیں گنگ زبانیں
سجّادؑ کے دُشمن اِسے مانیں کہ نہ مانیں
گونجیں گی زمانے میں جہاں تک یہ اذانیں
سجّادؑ کے حِصّے میں یہ اعزاز رہے گا
سجّادؑ پہ سجدوں کو بڑا ناز رہے گا

آوازِ سلاسل سے کئی حشر جگائے
تاریک زمینوں میں مہ و مہر اُگائے۔!
اشکوں کی شعاعوں سے دُھلے شام کے سائے
چُپ رہ کے ہر اک جور کے سب نقش مٹائے!
سجادؑ نے اسلام کی تقدیر جگا دی
قیدی تھا مگر ظلم کی بنیاد ہلا دی

اے آدمِ ساداتؑ، نشانِ رُخِ حسنینؑ
سُلطانِ دلِ خاک نشیناں، شہِ ثقلین
ابرو میں ہے اعجاز نما آیۂ قوسین
ملتی ہے ترے در سے ہمیں دولتِ دارین
انبوہِ الم میں بھی مناجاتِ صمد ہے
تو ضبط کا معیار، تو ہی صبر کی حد ہے

اے قافلہ سالارِ غریباں، مرے سردار
تاریخ کا چہرہ ہے ترے خون سے گلنار
ہم مرتبۂ عرشِ معلّیٰ ترا کردار۔ !
حق تیرا صحیفہ ہے، صداقت تیرا معیار
دنیا ہے فدا چاند کی ادنیٰ سی جھلک پر
مولا، یہ ترے طوق کا ٹکڑا ہے فلک پر

ہے صُبح کا تارا کہ ترا آخری آنسو
یہ قوسِ قزح ہے کہ ترا سایۂ ابرو
ہے شامِ غریباں کہ ترا نوحۂ گیسو
ہر موسمِ گُل تیرے پسینے کی ہے خُوشبُو
شبنم نے جو پتّوں کے کبھی چاک سیے ہیں
پھُولوں نے ترے زخم بہت یاد کیے ہیں
کانٹوں کو تری آبلہ پائی نے رُلایا
صحرا کو ترے داغِ جُدائی نے رُلایا
زِنداں کو تری زخم نمائی نے رُلایا
سجّادؑ تجُھے ساری خُدائی نے رُلایا
تجھؑ پر تو وہ ساعت بھی قیامت کی گھڑی تھی
جب ثانیٔ زہراؑ سرِ دربار کھڑی تھی!!
مولاؑ تری عظمت کوئی بازار سے پُوچھے!
یا ظُلم کے دہکے ہوئے دربار سے پوچھے
اُمّت کے بدلتے ہوئے کردار سے پوچھے
سجّاد تری خُو کوئی اَغیار سے پُوچھے
ہر موڑ پہ نظریں تو جُھکائے ہوئے گزرا
غیرت کے جنازے کو اُٹھائے ہوئے گزرا

سلام

کیا خاک وہ ڈریں گے لحد کے حساب سے؟
منسوب ہیں جو خاکِ رہِ بوترابؑ سے

مشکل کُشاؑ ہیں پاس، فرشتو ادب کرو
مشکل میں ڈال دوں گا سوال و جواب سے

خیبر میں دیکھنا یہ ہے جبریل یا اجل؟
لپٹا ہوا ہے کون علیؑ کی رکاب سے

پہلے یہ ضد تھی خواب میں دیکھیں گے خُلد کو
اب ضد یہ ہے کہ خلد میں جاگیں گے خواب سے

جیسے چُنا علیؑ کو نبیؐ نے غدیر میں!
ہر انتخاب سیکھ لو اِس انتخاب سے

جو "یا علیؑ مدد" کو گُنہ کہہ کے چڑ گئے!!
واقف نہیں وہ میرے گناہ کے ثواب سے

اب تک شباب کا نہیں دُنیا کو اعتبار
رُوٹھے کچھ اس طرح علیؑ اکبر شباب سے

محسنؔ وِلائے آلِ نبیؐ کا صِلہ ہے خُلد!
میں نے یہی پڑھا ہے خُدا کی کتاب سے

صادقِ آلِ محمدؐ

(مدحتِ سرکارِ امامِ جعفر صادق علیہ السّلام)

مرحبا، پھر کِھل رہا ہے آدمیّت کا چمن!
پھر مزاجِ حق کی انگڑائی ہُوئی باطل شکن
پھر تلاطُم آفریں ہے جوشِ دریائے سُخن
سج رہی ہے چودہ معصُوموں کی دلکش انجمن
پھر جوابِ اِنتظارِ چشمِ تر آنے کو ہے
وقت کی آغوش میں تازہ ثمر آنے کو ہے

آج کیوں طاؤس کی صُورت ہَوا رقصاں پھرے؟
کِس لیے جبریل بزمِ نُور میں حیراں پھرے
کیوں ہجُومِ انبیاء بھی مثلِ گُل، خنداں پھرے
سوچنے دو، کیوں مسیحا، یوں تہی داماں پھرے؟
کون ایسا کیمیاگر ہے؟ نشانی چاہیے!
خِضر کہتا پھر رہا ہے، زندگانی چاہیے!

پَو پھٹی ، اُبھری شعاعِ شَش جہاتِ زندگی
زندگی کے زرد چہرے پر کھلی رخشندگی !
مُدّتوں کے بعد عرفاں کو ملی تابندگی !!
دُھل گیا ، رُخسارِ حق سے گردۂ شرمندگی

دُھل گیا رُخسارِ حق ، ذہنِ عدو شل ہوگیا
چودھویں کا چاند اَب آدھا مکمّل ہوگیا !

اُمِّ فَروَہ کے گُلستاں میں کھلا صد رنگ پُھول
پُھول ، جس کی مَوجِ خُوشبو سے مُرتّب ہوں اُصول
چاندنی ہے جس کے عکسِ رائیگاں سے دُھول دُھول
جس کی نکہت کو ترستے ہیں زمانے کے رسُول ۔!

وہ حیاتِ جاوداں بجھتے چراغوں کے لیے !
مَعرفت کی روشنی ہے جو دماغوں کے لیے !

کارواں اَب عید کر ، تجُھ کو نیا رہبَر ملا
اے زمیں خوش ہو صداقت کا یہ پیغمبر ملا
ناز کر اے آسماں ، رَشکِ مَہ و اَختر ملا
دیکھ شہرِ علم ، تجھ کو کیا منقّش در ملا

یہ امامِ حق میرے مُشکلکُشا کی شکل ہے
اے نصیری ہُو بہُو تیرے خدا کی شکل ہے

حضرتِ باقرؑ، مبارک جانشینِ ارجمند
جس کا رُتبہ سرحدِ سدرہ سے بھی ٹھہرا بلند
یہ کرم فطرت، حیا جُو، عزم بجاں مشکل پسند
جس کا بچپن ڈالتا ہے آسمانوں پر کمند
جب جوانی آئے گی کیا بانکپن ہو جائے گا
جَدِّ امجد کی طرح خیبر شکن ہو جائے گا

موسمِ گُل کی طرح آیا ہے جعفر پر شباب
لو قدم لینے کو اُتری ہے شعاعِ آفتاب
ریزہ ریزہ ٹوٹ کر بکھرا شبِ ظُلمت کا خواب
ہوشیار اے آمریت، آگیا پھر انقلاب
دھڑکنیں سہمی ہوئی ہیں کیوں قریب و دُور کی
ڈُوبتی جاتی ہیں نبضیں کس لیے منصُور کی

یہ محمدؐ کی طرح صادِق، علیؑ جیسا دلیر
اِس کا رُتبہ کیا بتاؤں، خود زبر، افلاک زیر
قول میں صادق ہے منبر پر وَلی میداں میں شیر
یہ اگر چاہے تو قسمت کو سنورتے کیا ہے دیر
یہ جہاں میں جس کسی پر فیض ارزانی کرے
فقر کے عالم میں وہ عالم کی سُلطانی کرے

یہ قناعت کیش بھی ، فرمانروائے دہر بھی
خاکسارِ مسندِ حق بھی ، انا کا شہر بھی
ناخدائے کشتیِ جاں بھی ، امیرِ بحر بھی
خُلد میں اس سے رَواں لطف و کرم کی نہر بھی

جس طرح جلوے سبھی اسلام سے ظاہر ہُوئے
معجزے سارے اِسی کے نام سے ظاہر ہُوئے

یہ قدِ رَعنا ہے یا اسلام کی پہلی اذاں
آنکھ کی گہرائیوں میں رفعتِ ہفت آسماں
یہ جبیں ہے یا غلافِ مُصحفِ کون و مکاں
خال و خد ہیں یا مُقدّس آیتوں کا اِک جہاں

گفتگو ہے یا نزُولِ آیۂ تطہیر سے
یہ سراپا مصطفٰے کے خواب کی تعبیر سے

جیم سے جزُوِ جلالِ کبریا ، جہدِ جمیل
عَین سے عرفانِ حق ، عزمِ علیؑ ، عکسِ عقیل
"ف" سے فَرعِ مصطفٰے فہم و فراست کی فصیل
"ر" سے راحت، رہنما ، راسخ ، رَضی ، رافع ، رَجیل

یوں تو اس کا نام نامی نقش دِل پر ہو گیا
سینۂ قرطاس پر بِکھرا تو جعفرؑ ہو گیا

"ص" سے صائم سدا، صُورت سے مافوق البشر
یہ "الف" الحمد کی آیات کا تصویر گر!!
"د" سے دُرد آشنائے دیدہ و دِل سر بہ سر
"ق" سے قائم، قسیم کوثر و تسنیم تر ــــ!
رُوح کے ہر زخم کا چارہ گرِ حاذق کہوں
دِل یہ کہتا ہے اِسے اَب "جعفرِ صادق" کہوں
صادقِ حق، مرکزِ انوارِ ختم المُرسلیں ــ!
یعنی اے نصف النّہارِ آفتابِ علم و دیں ــ!!
تیری دربانی کا خواہش مند جبریلِ امیں !!
لامکاں تک تیری سرحد، عرش تک تیری زمیں
آسماں کا نام تیرے ناز برداروں میں ہے !
دینِ حق اب تک ترے گھر کے نمک خواروں میں ہے
کیوں نہ ہو واجب بنی آدم پہ تیرا احترام
تیرے کاسہ لیس ٹھہرے ہیں بزعمِ خود امام
ثبت ہے لوحِ جبینِ وقت پر تیرا کلام
چشمۂ اِدراکِ ربّ دوجہاں تیرا پیام
ہر مفکّر تیرے افکارِ حسیں میں کھو گیا
تیرے دَم سے از سرِ نَو دینِ زندہ ہو گیا

اے کَرَم گُستر، ستم نا آشنا، اخلاق جُو
تیرے دَم سے دینِ پیغمبر نے پائی ہے نمُو
تجھ سے باقی ہے جہانِ شش جہت کی آبرو
آخری مصرعہ امامت کی مسدّس کا ہے تُو
آگہی تیرے کرم سے مَوجِ کوثر ہوگئی!
معرفت شبنم کا قطرہ تھی سمندر ہوگئی:

تُو نے فکرِ عصر کو یوں دولتِ عرفان دی
کور چشموں کو مہ و خورشید کی پہچان دی
سنگریزوں کو نظر بخشی دلوں کو جان دی
آدمیّت کو متاعِ عظمتِ ایمان دی!
بجلیوں کو بھی اَسیرِ گوشۂ خرمن کیا!
آگ پر شبنم چھڑک دی، دشت کو گلشن کیا

تیرے دروازے کی چوکھٹ قبلۂ اربابِ حق
صُبح کی پہلی تجلّی تیری مدحت کا وَرق
تجھ پہ نازاں آسماں ہے سُرخرو تجھ سے شفق
تیرے دَم سے شہ رگِ دیں میں جوانی کی رمق
مضطرب ہے زندگی تیری محبّت کے لیے
سانس لیتا ہے زمانہ تیری چاہت کے لیے

عکس
تیرا
عکس
اِس

عکس ہے کاظمؑ ترا ، تیری رضا تیرا رضاؑ
تیرا تقویٰ ہے تقی ، نُطقِ نقیؑ تیری صدا
عسکریؑ ہیبت تری ، مہدیؑ ترا کُل مُدّعا
اِس سے آگے کچُھ نہیں کچُھ بھی نہیں، ہو بھی تو کیا؟
کیا دُعا مانگوں مَتاعِ شمعِ عرفانی کے بعد ؟
مَیں نے سب کچُھ پالیا تیری ثناخوانی کے بعد!!

معراجِ قلم

(قصیدۂ سرکارِ سلطانِ عرب و العجم امام ضامن علی رضا عَلَیۡہِ السَّلَام)

یہ رنگ یہ رم جھم یہ برستی ہوئی خوشبو
کھلتے ہوئے ریشم کی طرح رات کے گیسو

دہکے ہوئے جذبوں سے مہ و سال کے پاتال
یہ گلبنِ یاقوت میں بکھرے ہوئے جگنو

یہ خاتمِ انگشتِ شب و روز کی جھلمل
یہ بارشِ فیروزہ و الماس لبِ جُو

ہستی کے خد و خال پہ الہام کے سائے!
مستی میں یہ بجتے ہوئے الفاظ کے گھنگھرو

یہ وجد کا عالم ہے کہ دِل پر نہیں کھلتا۔!
پلکوں کے غلافوں میں ستارے ہیں کہ آنسو

اِحساس کی "رَن مَن" میں اناالحق کی شعاعیں
اَنفاس کی شورِش میں بھی آوازۂ "یاھُو"

صحرائے تخیُّل میں یہ لفظوں کی لکیریں!
یا چاندنی اوڑھے ہُوئے بَن میں رَمِ آہُو

یہ بزمِ وِلا — صلّے علیٰ کے یہ مُصلّے!
یہ عرش نشیں لوگ یہ فِردوس کے گھُبرو

اربابِ زمیں سجدہ گزاری میں ہیں مصرُوف
اَفلاک پہ مَلکُوت ہیں قرآن بہ زانُو!

سُبّوُح کی تسبیح میں قائم کی مناجات
اَلحمد سے وَالنَّاس تلک شور بہ ہر سُو!

نکہت سے نکھرتی ہُوئی مدحت کی صُبوحی
رَگ رَگ میں اُترتا ہوا اِدراک کا جادُو

آوازۂ "سُبحانکَ لا عِلمَ لَنَا" پر
سر دُھنتے ہُوئے سایۂ طوُبیٰ کے پکھیرو

کیوں دِل میں مُودّت نہ ہو ممدُوح خدُا کی
مہتاب کی کرنوں کو سمندر پہ ہے قابُو!

سُلطانِ خُراساں کا قصیدہ کہوں کیسے؟
الفاظ ہیں کم قیمت و کم قامت و کم رُو!

اِک وُہ کہ زبانوں کی رسائی سے ہے بالا
اِک مَیں کہ مجھے ٹھیک سے آتی نہیں "اُردو"

اے ربِّ زباں خالقِ اقلیمِ تخیّل
اے صاحبِ قُرآں کے لیے قوّتِ بازُو

اے تُو کہ ترا نُطق ہوا نہجِ بلاغت
دے میرے تکلّم کو بھی "طرمّاح" کی خُو بُو

خود نفظ ترے اذنِ سُلونی کا ہے محتاج
الفاظ و مفاہیم کا محتاج نہیں ــــ تُو

بہتر ہے کہ اَب قافیہ تبدیل کروں میں
پھر فطرتِ الفاظ بدلنے لگی پہلُو

دے اِذن کہ تُو صاحبِ اسرارِ قلم ہے
پھر شوقِ ثناءِ خوانیِ سُلطانِ عجم ہے!!

سُلطانِ عجم، صاحبِ دلداریِ کونین!
مختارِ ازل، قافلہ سالارِ اُمم ہے

کہنے کو علیؑ، نام رضاؑ، کام شفاعت!
غُربت میں بھی سردارِ شب و روزِ اِرم ہے

پیکر ہے کہ اَقصیٰ کا فلک بوس منارہ
سایہ ہے کہ اِک اَبر سرِ صحنِ حَرَم ہے

زُلفیں ہیں کہ کعبے میں شبِ قدر کی آیات
چہرہ ہے کہ دیباچۂ آئینِ کرم ہے

آنکھیں ہیں کہ ثقلین کی بخشش کی سبیلیں
ماتھا ہے کہ سرنامۂ تعظیمِ اُمَم ہے!

رُخسار، مَعابد ہیں مہ و مہرِ وفا کے
کردار کی عظمت میں رسُولوں کا حشم ہے

رفتار، قیامت کو بھی تعظیم سِکھائے
کونین کی شاہی کا فسُوں زیرِ قدم ہے

بازو ہیں کہ وَحدت کی حکومت کی حدیں ہیں
قَد ہے کہ سرِ عرشِ بریں حق کا عَلم ہے

شانے ہیں کہ اِنسان کی عظمت کے خزانے
سینہ ہے کہ اِک صفحۂ تاریخِ قدَم ہے

ہاتھوں کی لکیریں ہیں کہ کوثر کی شُعاعیں
ناخُن کی چمک رشکِ رخِ شیشۂ جَم ہے

ملبُوس کی ہر تہہ سے دَھنک رنگ چُرائے
قدموں پہ سدا گردنِ افلاک بھی خَم ہے

ہے اَمرِ اولی الاَمر کہ تصویر ہو" زندہ"
عیسیٰ سے کہو آئے مقابل میں جو دَم ہے!

پھُولوں سے بھری رُت ہے ترا عکسِ تبسّم
برسات کا موسم بھی ترا دیدۂ نَم ہے

یہ بھید کھُلا ہے ترے دَریُوزہ گروں سے
جنّت تری نَعلین کی قیمت سے بھی کم ہے

اے ضامنِ ثامن مجھے اِک بار عَطا کر
وہ حرفِ یقیں جو سرِ اِدراک رقَم ہے

لکھتا ہوں تری مَدح کہ حاصل ہو کوئی اَجر
تُوؑ لَوح کا مفہُوم ہے معراجِ قلَم ہے

تُو میرا سخی میرا سخی ہے تو اُبھی تک
کیوں منتظرِ لُطف مرا دیدۂ نَم ہے؟

صد شُکر کہ حاصِل ہے ترے وَرد کی دولت
میں خُوش ہوں کہ یہ تیری عَطا تیرا کرَم ہے

راضی ہے اگر تُو ــــ تو نہیں چاہیے کچُھ اور
تو خود ہی رضا ہے مجُھے خالِق کی قسَم ہے

جنّت تری دہلیز سے خیرات مِلے گی !
وہ یوں کہ تری ذات مِرے حق میں حکَم ہے

فردوسِ بریں یُوں تو ہے صدیوں کی مسافت
دیکھوں ترے رستے سے تو دو چار قدم ہے

عادی ہوں اَزل سے مَیں ترے لُطف و کرم کا
شاہوں کی نوازش مِرے معیار سے کم ہے

دے مُجھ کو سہارا کہ ترا اِسمِ گرامی!
ٹوٹے ہوئے ہر دِل کی دُعاؤں کا بھرم ہے

پھر تیری تجلّی کو ترستی ہیں نگاہیں!
اِک اور زیارت کہ سفر سُوئے حرم ہے!!

کوتاہیِ دامن تری مفروض ہے جس پر
ہر آن محبّت تیری مائل بہ کرم ہے

خُوش ہوں کہ ترے نام کی نِسبت سے ہوں زِندہ
یہ بھی نہ میّسر ہو تو پھر سانس بھی سم ہے

تُو بابِ حوائج ہے تو پھر اے مرے ضامنؑ
کیوں مُجھ پہ مُسلسل غمِ دُنیا کا سِتم ہے؟

ہاں میرے لیے ہے یہی معراجِ عبادت
حاصل مرے سجدوں کو ترا نقشِ قدم ہے

محسنؔ کے لیے حکم ہے کیا اے مرے مولاؑ؟
یہ تیرا قصیدہ ہے، یہ مَیں ہُوں، یہ قلم ہے!!

خُمارِ صدق

به بارگاہِ حضرتِ حُجّۃ عجل اللہ تعالیٰ

ہم ایسے سادہ دِلوں سے حجاب کیسا ہے؟
کہ ہم تو یوں بھی ہیں مٹنے کو نقشِ پا کی طرح

تُو جانتا ہے ہماری نیازمندی کو ــــ!
رہِ وفا کے فلک ناز آشنا کی طرح ــــ!

ہمارے دِل میں مَودت گلاب جیسی ہے
سنوارتا ہے عقیدہ جِسے صَبا کی طرح!

ہر اِک نماز میں ہم مانگتے ہیں خیر تِری!
خمارِ صِدق سے لبریزْ مدّعا کی طرح!

تِری قسم تجھے شاملِ خیال کرتے ہیں
ہر ابتداء میں مگر حرفِ انتہا کی طرح

تری جُھکی ہُوئی پلکیں حرُوفِ لوح و قلم
لگے بہار کا موسِم تری قبا کی طرح

دل و زباں پہ دَمکتا ہے تیرے نام کا نقش
ہوائے صُبح میں بھیگی ہُوئی دُعا کی طرح

ترے وجُود کے قائل بھی ہم ہیں سائل بھی
شبِ سیہ میں سِتاروں کے ہمنوا کی طرح

نہ پُوچھ کتنے زمانوں سے تجھ کو ڈھُونڈتے ہیں
کبھی چراغ کی صُورت کبھی ہَوا کی طرح

عقیدتوں کے اُفق پر کبھی ظہُور تو کر!
وہ ایک پَل کو سہی، خوابِ خوشنما کی طرح

وگرنہ خوف ہے آنکھیں بھٹک نہ جائیں کہیں
نصُیریوں کی بھٹکتی ہُوئی صَدا کی طرح!

خطا معاف، نقابیں رُخِ حَسیں سے اُٹھا
خدا کے واسطے ہم سے نہ چھُپ "خُدا" کی طرح

طلوعِ شمسِ امامت

مدحتِ سرکار بقیۃ اللہ ولی العصر
حضرت قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ تعالیٰ

دھرتی نہا رہی ہے گلابوں کے رس میں آج
تقدیر آسماں کی ہے ذرّوں کے بس میں آج
بغض و حسد رواں ہے دلِ خار و خس میں آج
رعنائیٔ قلم ہے مری دسترس میں آج
یہ رات ہر طرح سے قیامت کی رات ہے
یعنی طلوعِ شمسِ امامت کی رات ہے

یہ رنگ یہ رُتیں یہ بہاروں کی ٹولیاں
کرنوں سے بھر گئی ہیں ستاروں کی جھولیاں
ہمجولیوں کے ساتھ یہ ثناخوں کی ہولیاں
خوشبو کی ہمسفر ہیں ملنگوں کی بولیاں
دیکھو ذرا زمیں کی دُعائیں اُڑان میں
دَم دَم علیؑ علیؑ کی صدا ہے جہان میں

سانسوں کو روک روک کے چلتی ہُوئی حیات
جیسے غلافِ حُسن میں لپٹی ہو کائنات
ہے مثلِ سلسبیل رواں نبضِ شش جہات
رُخ سے نقابِ نور سرکتی ہُوئی یہ رات

باتیں ملائکہ میں قیام و قعود کی،
ہر سُو اُبھر رہی ہیں صدائیں درُود کی

چہرے پہ پھُول پھُول تو جذبے پہ رنگ رنگ
خوشبو کا یہ خرام خیالوں کے سنگ سنگ
شکلیں شفق شفق ہیں تو عقلیں ہیں دنگ دنگ
شاخوں کی شوخ شوخ قبائیں ہیں تنگ تنگ

اِس شب کی قدر کر کہ رگِ جبر کٹ گئی
دُنیا حیا کی بارہ دری میں سمٹ گئی

آرائشِ جمال میں مصروف بحر و بَر
رُخسارِ شب پہ غازۂ دلدارئ سحر
اُلجھے ہُوئے ہیں ساعتِ اوّل سے خیر و شر
رُکتی نہیں ہے آنکھ کسی اِک مقام پر

دِل میں ہے اِک سوال کی نوبت بجی ہُوئی
ہے کس کے انتظار میں دُنیا سجی ہُوئی ؟

ہے کون جس کی دونوں جہاں کو ہے جستجو؟
ہے کس کا نام مُہرِ نبوّت کی آبرُو؟
کِس کے وُجود سے ہے دو عالم میں ہاؤ ہُو؟
بہتی ہے کِس کے اِذن سے سانسوں کی آبجُو؟
غَیبت کِسے ملی ہے خدا سے قریب کی؟
خیرات کون بانٹ رہا ہے نصیب کی؟

اے زندگی قریب تو آ، تجھ سے بات ہو
تھوڑی سی شرحِ رمزِ دلِ کائنات ہو
تجھ پر مِرے جُنوں کا یُونہی التفات ہو
شاید اِسی سبب سے تجھے بھی ثبات ہو!
ریزہ سمیٹ تو مِرے عکسِ خیال کا
یہ رات ہے جواب ترے ہر سوال کا

اُتری فلک سے جھُوم کے عرشِ بریں کی رات
خُلدِ بریں کی صُبح سے بہتر زمیں کی رات
دُنیا میں عکسِ جلوۂ حق آفریں کی رات
یعنی وُرودِ مہدئ دینِ مُبیں کی رات
کچھ مانگ لے کہ حق ہے کرم پر تُلا ہُوا
بابِ قبولیت ہے سحر تک کھُلا ہُوا

یہ رات ، انبیاء کے خروشِ دُعا کی رات
یعنی کشودِ سینۂ لوحِ وفا کی رات
ارض و سما پہ بخششِ دستِ خُدا کی رات
یعنی ظہورِ تاجورِ ھَلْ اتیٰ کی رات
تقدیر کے سُکوت کی لَو بولنے لگی
یہ رات حرفِ کُن کی گرہ کھولنے لگی

بختِ بشر کی رُت ہے ، سنورنے کی رات ہے
قسمت کے خدّ و خال نکھرنے کی رات ہے
زُلفِ کرم ! جہاں پہ بکھرنے کی رات ہے
اے چودھویں کے چاندؑ ، اُبھرنے کی رات ہے
موجِ عمل ، نجات کا زیور لیے ہُوئے
ذرّے ہیں آفتاب کے تیور لیے ہُوئے

یہ رات جو بکھرنے لگی ہے گلی گلی !
مہکی ہُوئی ہے جس سے تصوّر کی ہر کلی
یہ مُورتی مُراد ، مہکتی یہ منچلی
نازل ہُوا اِسی میں مرا چودھواں علیؑ
یہ رات قیمتی ہے ، مقدّس سی چیز ہے
یہ رات کائنات میں سب کو عزیز ہے

یہ رات ہے نجاتِ بشر کی نوید بھی
یہ رات ہے بہشتِ بریں کی کلید بھی
یہ رات سعد بھی ہے، سراجِ سعید بھی
یہ رات، رات بھی ہے مگر "صبحِ عید" بھی
اِس رات میں رواں ہے سمندر خیال کا
آ تذکرہ کریں ذرا نرجسؑ کے لالؑ کا!!

اے فخرِ ابنؑ مریم و سُلطانِ فقر خُو
تیرے کرم کا ابر برستا ہے چار سُو
تیرے لیے ہوائیں بھٹکتی ہیں کُو بکُو
تیرے لیے ہی چاند اُترتا ہے جُو بجُو!
پانی ترے لیے ہے سدا ارتعاش میں
سُورج ہے تیرے نقشِ قدم کی تلاش میں

اے آسمانِ فکرِ بشر، وجہِ ذُوالجلال
اے منزلِ خرد کا نشاں، سرحدِ خیال
اے حُسنِ لایزال کی تزئینِ لازوال
رکھتا ہے مُضطرب مجھے اکثر یہی سوال
جب تُو زمین و اہلِ زمیں کا نکھار ہے
عیسیٰؑ کو کیوں فلک پہ ترا انتظار ہے؟

اے ع
تیری ت
تیری ہ
تیری ک
تُو مُسکرا
تُو چُپ
تُو بول
ہر دل
تیرے
مہتاب
مَوج ہ
محشر کی

اے عکسِ خندہ و خالِ پیمبرؐ، جمالِ حق
تیری ترنگ میں ہیں فضائیں شفق شفق
تیری عطا سے نبضِ جہاں میں سدا رمق
تیری کرن پڑے تو رُخِ آفتاب فق،
تیرے نفس کی آنچ دلِ خشک و تر میں ہے!
تیرے ہی گیسوؤں کی تجلّی سحر میں ہے!!

تو مسکرا پڑے تو خزاں رنگ رنگ ہو
تو چُپ رہے تو سارا جہاں مثلِ سنگ ہو
تو بول اُٹھے تو نطقِ جہاں ساز دنگ ہو!
ہر دل میں کیوں نہ تیری "وِلا" کی اُمنگ ہو
مَیں کیوں نہ تیرا شکر کروں بات بات میں
ہر سانس تیرے در سے ملی ہے زکوٰۃ میں

تیرے حشم سے رنگِ فلک لاجورد ہے
مہتاب تیرے حُسن کے پرتو سے زرد ہے
موجِ ہوائے خلد ترے دم سے سرد ہے
محشر کی دھوپ کیا؟ ترے قدموں کی گرد ہے
تیرا کرم بہشتِ بریں کا سہاگ ہے،
تیرا غضب ہی اصل میں دوزخ کی آگ ہے،

تو مرکزِ جہاں بھی ہے شہ جبرئیل بھی
دُنیا کا محتسب بھی ہمارا وکیل بھی
تُو عقل بھی، جنوں بھی، جمال و جمیل بھی
پردے میں ہے وجُودِ خُدا کی دلیل بھی
دُنیا ترے مزاجِ سماعت کا نام ہے'
محشر ترے ظہور کی ساعت کا نام ہے!

اے باغِ عسکریؑ کے مقدّس ترین پھُول
اے کعبۂ فروعِ نظر، قبلۂ اُصول!
آ، ہم سے کر خراجِ دِل و جاں کبھی وصول
تیرے بغیر ہم کو قیامت نہیں قبُول!!
دُنیا نہ مال و زر نہ وزارت کے واسطے!
ہم جی رہے ہیں ~~فقط~~ ~~ہم جی رہے~~ ہے تیری زیارت کے واسطے!!

مَولا ترے حجاب معافی کی خیر ہو!
تیرے کرم کی، تیری کہانی کی خیر ہو،
تیرے خرام تیری روانی کی خیر ہو
نرجس کے لالؑ، تیری جوانی کی خیر ہو
ممکن ہے اپنی موت نہایت قریب ہو!
اِک شب تو خواب ہی میں زیارت نصیب ہو،

اے آفتابِ مطلعِ ہستی، اُبھر کبھی
اے چہرۂ مزاجِ دوعالم نکھر کبھی
اے عکسِ حق، فلک سے اِدھر بھی اُتر کبھی
اے رونقِ نمو، لے ہماری خبر کبھی
قسمت کی سرنوشت کو ٹوکے ہوئے ہیں ہم
تیرے لیے تو موت کو روکے ہوئے ہیں ہم

اب بڑھ چلا ہے ذہن و دل و جاں میں اضطراب
پیدا ہیں شش جہات میں آثارِ انقلاب
اب ماند پڑ رہی ہے زمانے کی آب و تاب
اپنے رُخِ حسیں سے اُٹھا تُو بھی اَب نقاب
ہر سُو یزیدیت کی کدورت ہے اِن دِنوں
مولا تری شدید ضرورت ہے اِن دِنوں!

ہیں تیرے اختیار میں قدرت کی مرضیاں!
تیرے سوا کسی سے اُمیدیں ہیں "فرضیاں"!
"سائل" کی جانتا ہے تُو حاجات، "غرضیاں"
ہم پھر بھی اِس لیے تجھے لکھتے ہیں عرضیاں!
اِن پر تُو دستخط جو کرے، اپنی "عید" ہے
کاغذ یہی بہشتِ بریں کی "رسید" ہے!

نسلِ ستم ہے در پئے آزار، اَب تو آ
پھر سج رہے ہیں ظُلم کے دربار، اَب تو آ
پھر آگ پھر وہی در و دیوار، اَب تو آ
کعبے پہ پھر ہے ظُلم کی یلغار، اَب تو آ
دِن ڈھل رہا ہے، وقت کو تازہ اُڑان دے
آ، اے "امامِ عصر" حرم میں "اذان" دے

سلام

دیکھنا، رُتبہ ہے کتنا محترم عباسؑ کا
عرش تک لہراتا جائے ہے عَلَم عباسؑ کا

چودھویں معصُوم کے رخشندہ چہرے کی قسم
چودھویں کا چاند ہے نقشِ قدم عباسؑ کا

ہوگئی محفوظ تاریخِ حُسینؑ ابنِ علیؑ
کربلا میں جب ہُوا بازو قلم عباسؑ کا

آسماں بہرِ زیارت جُھک کے دیکھے گا تمھیں
رُوح میں تعمیر کرلینا حرم عباسؑ کا

ساحلِ دریا کو فتح کرکے تشنہ لب رہا
سارے عالم کی وفا بھرتی ہے دَم عباسؑ کا

اِس لیے سینہ زنی کو "ہاتھ" اُٹھتے ہیں سدا
ماتمِ شبیرؑ میں شامل ہے غمِ عبّاسؑ کا

خود پیمبرؐ دیں گے بخشش کی سند انعام میں!
روزِ محشر جب کریں گے ذکر ہم عبّاسؑ کا

مرقدِ عبّاسؑ ہو کیونکر نہ معراجِ شعور!
آسماں والوں سے کب رُتبہ ہے کم عبّاسؑ کا؟

بس یہی کچھ ہے متاعِ عاقبت محسنؔ مجھے!
دل میں زہراؑ کی دُعا، سر پر عَلَم عبّاسؑ کا

کلیمِ طُورِ وفا

(مدحتِ حضرتِ عبّاس علمدارؑ)

نوبت بجی، سجی وہ خیالوں کی انجمن
پیدا ہوئی جبینِ تخیّل پہ اک شکن
بکھری شفق میں ڈھل کے تصوّر کی ہر کرن
پہنا عروسِ وقت نے غیرت کا پیرہن
اُبھرا ہے ماہتاب جو "اُمّ البنین" کا
ملتا ہے آسماں سے مقدّر زمین کا

چُن لی خیال نے جو ازل میں علیؑ کی "عین"۔!
"ب" بضعتِ رسولؐ کی عصمت کا زیب و زین
"الحمد" کے الف کا سراپا دلوں کا چین
"والناس" کی یہ "سین" یہ نطق دلِ حسینؑ
ہر حرف کائنات کا عکّاس بن گیا
دیکھا جو غور کر کے تو عبّاسؑ بن گیا

عبّاسؑ افتخارِ وفا ـــــ تاجدارِ حرب !
لرزاں ہیں جس کے نام سے اطرافِ شرق و غرب
"ضرب المثل" بنی ہے زمانے میں جس کی ضرب
جس کو ملُول کر نہ سکے حادثاتِ کرب
سو بار دستِ ظُلم سے اِنساں کا خُوں ہُوا
عبّاسؑ کا عَلَم نہ مگر سرنگوں ہُوا

اللہ رے بچپنے میں یہ عبّاس کی پھبَن
انگڑائیوں میں گُم ہے قیامت کا بانکپن
تیور ہیں شوخ شوخ تو چہرہ چمن چمن
آنکھیں شفق شفق ہیں تو زُلفیں شکن شکن
عبّاسؑ کبریا کا عجب انتخاب تھا
طِفلی میں بھی علیؑ کا مکمّل شباب تھا

حیدرؑ کے بعد مُلکِ شجاعت کا تاجور
وہ بادشاہِ صبر و تحمّل کا ہم سفر
جس نے کیا ہے لُٹ کے دلِ آدمی میں گھر
جس کے لہُو میں ڈھل کے نکھرتی رہی سحر
وہ جس کی پیاس چشمۂ آبِ حیات ہے
وہ جس کا نام آج بھی وجہِ نجات ہے

جس کی جبیں کے بَل سے زیادہ نہ تھی فرات
جس کی ہر اک ادا پہ نچھاور ہوئی حیات
قبضے میں تیغ تیغ کی چھاؤں میں معجزات
مٹھی میں تُند و تیز شجاعت کی کائنات
جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آ گیا
عبّاسؑ فاطمہؑ کی دُعا بن کے چھا گیا

معیار بے مثیل تو کردار لازوال
گفتار، عکسِ نطقِ امامت کا اِک کمال
رفتار میں وہ عزم کہ محشر بھی پائمال
چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے ذُوالجلال
عبّاسؑ کا وقار قیامت کی چیز تھی
صبر و رضا غلام، شرافت کنیز تھی

عبّاس اَوجِ حق بھی غرورِ امام بھی
یعنی کلیمِ طُورِ وفا بھی کلام بھی
حُسنِ فروغِ صبر و نصیرِ امام بھی
بھائی بھی تھا، مشیرِ سَفَر بھی غلام بھی
عبّاس بندگی میں وہ آقاؑ نواز تھا
شبّیر فخر کرتے تھے، زینبؑ کو ناز تھا

عبّاسؑ علم و فکر کی ساعت کا نام ہے
عبّاسؑ کبریا کی اطاعت کا نام ہے
عبّاسؑ کوہسارِ شجاعت کا نام ہے
عبّاسؑ روزِ حشر شفاعت کا نام ہے
کیا غم یہ کائنات اگر بے ثبات ہے؟
عبّاسؑ کا کرم ہی حقیقی حیات ہے!

عبّاسؑ عکسِ قوّتِ پندارِ حیدری!
جس کے سکوتِ صبر پہ قرباں دلاوری
وہ جس کی بندگی سے ٹپکتی ہو داوری
جس کو ملے متاعِ دُعائے پیمبری!
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے؟
عباسؑ کا علَم جسے چھاؤں عطا کرے!

ہر سمت حادثوں کی سنانیں گڑی رہیں
نظریں فرازِ عرشِ بریں سے لڑی رہیں
پاؤں کی ٹھوکروں میں رکابیں پڑی رہیں
قبضے میں ذُوالفقار کی نبضیں اُڑی رہیں
عبّاسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھا گیا
بوڑھے، بہادروں کو علیؑ یاد آگیا

۷

حملے وہ تیغ تیغ تو بازُو یہ ڈھال ڈھال
آنکھیں ہیں زخم زخم تو مجروح بال بال
اعضا ہیں چُور چُور تو زخمی ہے خال خال
دریا ہے سُرخ سُرخ تو پانی ہے لال لال
پیاسا پلٹ رہا ہے مگر سرفراز ہے
عبّاسؑ کبریا تو نہیں، بے نیاز ہے!!

سلام

پھر آیا ہے محرّم کا مہینہ
لٹاؤ پھر سے اشکوں کا خزینہ

چمن والو علی اصغر سے سیکھو
خزاں میں مُسکرانے کا قرینہ

یہ کس پیاسے نے ٹھکرایا ہے پانی؟
کہ دریا کی جبیں پر ہے پسینہ

ہَوا، عبّاسؑ کا چہرہ چھُپا لے
کہ مقتل میں چلی آئی سکینہؑ

بنائے بادباں زینبؑ رِدا کو
تلاطم میں ہے نبیوں کا سفینہ

نشانِ ماتمِ ابنِ علیؑ سے
مُعلّٰی بن گیا ہے اپنا سینہ

غمِ شبیرؑ کے لُطف و کرم سے
ہر اِک آنسو ہے جنّت کا نگینہ

دمکتا ہے سدا اشکوں کی مے سے
دلِ مومن کا نازک آبگینہ

سَدا مِلتی رہے محسنؔ کو مَولاؑ
تری دہلیز سے نانِ شبینہ

اِس کی دھمک سے زلزلے قصرِ یزید میں
ترکیبِ رَدِّ رنج و بَلا ـــــ ماتمِ حسینؑ

پلکیں جھپک جھپک کے ثبُوتِ عزا ملے
کرتی ہے آنکھ صبح و مَسا ـ ماتمِ حسینؑ

مَیں سوچ ہی رہا تھا علاجِ غمِ حیات!
بے ساختہ کسی نے کہا ـ "ماتمِ حسینؑ"

پابندیاں ہزار ہوں اِس ذکر پر مگر
محسنؔ کریں گے ہم تو سدا ماتمِ حسینؑ

سلام

ماتم کرو کہ عظمتِ اِنساں اُداس ہے
دِن ڈھل چُکا ہے، شامِ غریباں اُداس ہے

لاشِ حسینؑ دُھوپ کے صحرا میں دیکھ کر
دوشِ رسولؐ، تختِ سلیماں اُداس ہے

شبیرؑ تیرے آخری سجدے کی یاد میں
بے چین ہے نماز، تو قرآں اُداس ہے

وہ کون وہ شہید ہیں جن پر ستم کے بعد
خنجر کی دھار، تیر کا پیکاں اُداس ہے

یہ کس کی ہچکیوں سے شہیدوں کے ساتھ ساتھ
مقتل کے آس پاس بیاباں اُداس ہے!!

قندیلِ شبستانِ مناجاتِ اِمامت
وہ ضبط کہ خود حوصلہ مندی ہیں قیامت
وہ عزمِ مُسلسل کہ مصائب ہیں سلامت
زینب ہے شریعت کے تقدّس کی علامت
اے فاطمہؑ زہرا تیری تقدیر بھلی ہے
بیٹے جو محمّدؐ ہیں تو بیٹی بھی علیؑ ہے

اُلجھے جو کبھی عدل سے جاں دادۂ منصب
یا حد سے بڑھی سازشِ کم ظرفیٔ مرحب
یہ طَے ہے کہ اسلام پریشان ہوا جب جب
توحید کا پرچم لیے آگے بڑھی زینبؑ
بولی تو ستم خوف سے خود خاک بہ سر تھا
ہر لفظ میں اِک ضربِ یدُاللّٰہ کا اثر تھا

زینبؑ کے وہ خطبات وہ آیات کا طُوفان!
جذبوں کا تلاطُم وہ تہہِ تابشِ ایمان!
ہر حرف کے ادراک ہیں کُھلتا ہُوا قرآن
یک جنبشِ لب صُورتِ برقِ سَرِ فاران
جل بجُھ گیا باطل کہ دُھواں تک نہیں ملتا
اب بیعتِ فاسق کا نِشاں تک نہیں ملتا

جب ظُلم کا خنجر ہُوا پیوستِ رگِ جاں!
جب سو گئے صحرا میں شریعت کے حُدی خواں
نیزوں پہ سجائے گئے جب صبر کے قرآں!
نازل ہوئی افلاک سے جب شامِ غریباں
آوازِ دلِ شیرِ جلی بن گئی زینبؑ !
اظہارِ شجاعت میں علیؑ بن گئی زینبؑ

عبّاسؑ کے پرچم کو بڑی دھج سے سنبھالا
لہجے کو اِمامت کے خَم و پیچ میں ڈھالا
جلتے ہوئے خیموں سے یتیموں کو نکالا
یوں خُونِ شہیداں سے رُخِ عزم اُجالا
آئی یہ صدا آج سے تُو محورِ دیں ہے
زینبؑ تو شریعت کے لیے فتحِ مُبیں ہے

تجھ سے ہے رُخِ دیں پہ صباحت مری بی بیؑ
تُو مُصحفِ ناطِق کی وضاحت مری بی بیؑ
تفسیرِ حیا تیری فصاحت مری بی بیؑ
اے دہر میں محرومۂ راحت مری بی بیؑ
اِس واسطے بگڑی ہوئی تقدیر بنی ہے
اسلام کے سر پر تری چادر جو تنی ہے

اے تاجورِ کشورِ عصمت، دلِ اجداد،
اے جرأتِ بے باک کی تجدیدِ خداداد
انبوہِ مصائب میں بھی بے بہرۂ فریاد
مائیؑ فخرِ جناں، باپؐ ہے جبریلؑ کا اُستاد
دُنیا کی خواتین میں یہ عزم کہاں ہے؟
تاریخ کی نظروں میں مصائب کی تو ماں ہے!

اے مصحفِ ناطق کے ہر اِک لفظ کی تفسیر
ہر ظلم پہ غالب رہی آخر تری تدبیر
اللہ رے وہ حشر جگاتی ہوئی تقریر
اِک پَل میں پگھلنے لگی ہر جبر کی زنجیر
زینبؑ تیری آواز سے وہ ضرب پڑی ہے
تاریخ ابھی گوش بر آواز کھڑی ہے!

آباد ہے اُمّت کا ہر اِک گھر ترا صَدقہ
شاہوں سے غنی تیرے گداگر ترا صَدقہ
بہنوں کے سلامت ہیں برادر ترا صَدقہ
ماؤں کے سروں پر بھی ہے چادر ترا صَدقہ
ہر رسمِ عزا تجھ سے زمانے میں چلی ہے
تُو شارحِ کردارِ حُسینؑ ابنِ علیؑ ہے

قطعات

○
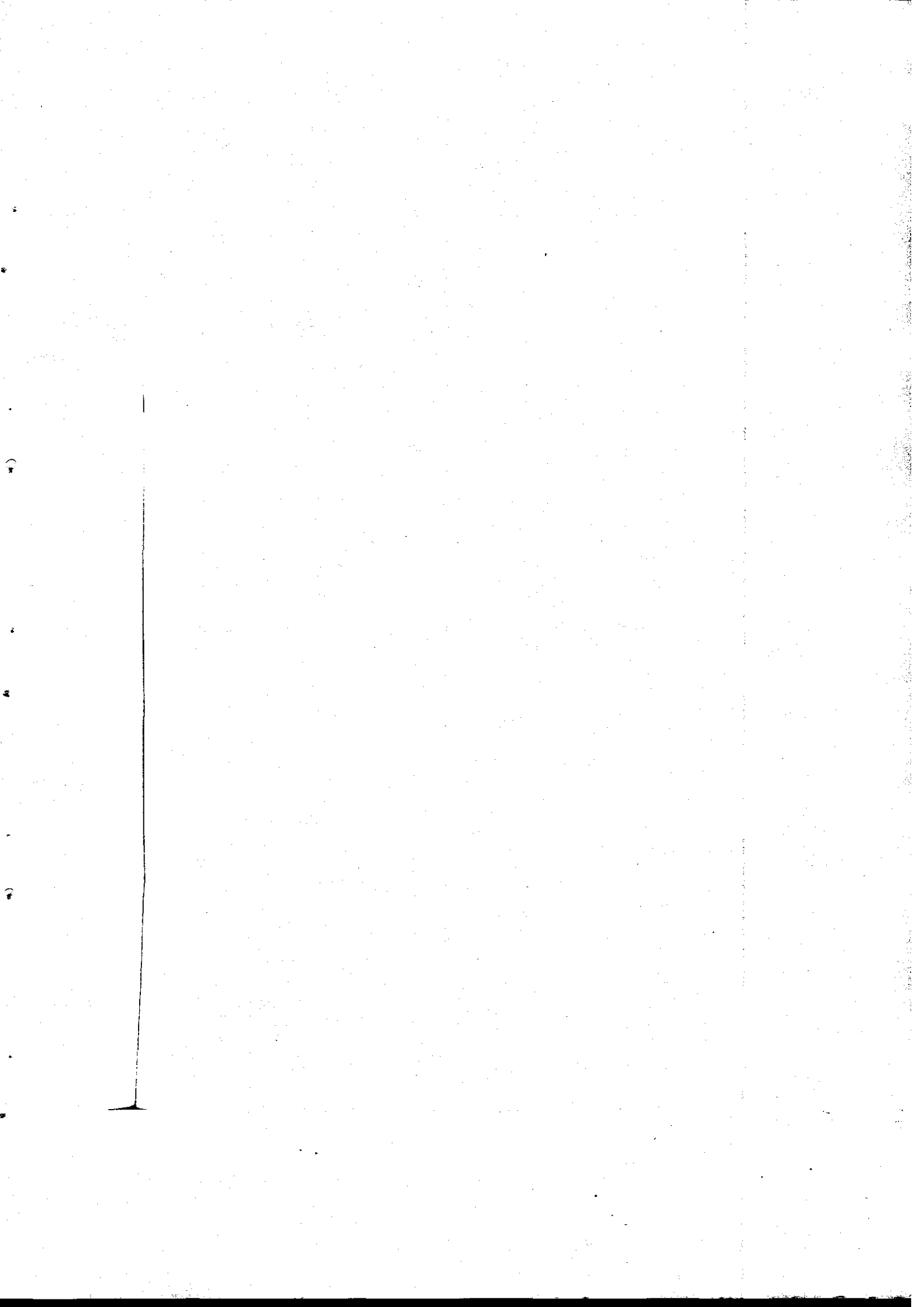
چھٹے گی کذب کی گردِ کہن آہستہ آہستہ!
مٹے گی فکرِ انساں کی تھکن آہستہ آہستہ
ابھی تاریخ کو بچپن کی سرحد سے گزرنے دو
کھُلیں گے اِس پہ اوصافِ حسنؑ آہستہ آہستہ

○

حسنؑ مولا، حوادث جب بہ اندازِ دگر آئے
تری بخشش کے ساماں آنکھ سے دل میں اُتر آئے
تلاشِ رزق کی خاطر جو سُوئے آسماں دیکھا
ستارے تیرے دسترخوان کے ٹکڑے نظر آئے

○

میزانِ عدل میں ہیں برابر کے دو امام
اِک سُرخرو چمن ہے مقدّس چمن کے بعد
لوحِ جبینِ عظمتِ آدم پہ حشر تک
نامِ حسینؑ ثبت ہے لیکن حسنؑ کے بعد

○

عہدِ خزاں سرشت کی غارت گری نہ پُوچھ
خُوشبُو کو خود تلاشِ حدُودِ چمن کی ہے :
اِس دورِ فتنہ پرور و عصرِ فساد میں!
دُنیا کو بہرِ اَمن ضرورت حسنؑ کی ہے

○

صاحبِ فکر و نظر، حق کا وَلی کہتے ہیں
کاشفِ کنز و حبیبِ اَزَلی کہتے ہیں
جس کو ڈُوبا ہُوا سُورج بھی پلٹ کر دیکھے
ہم اُسے اپنے عقیدے میں علیؑ کہتے ہیں

○

حُسنِ حق، واقفِ اَسرارِ جَلی یاد آیا
مرکزِ فقر، دو عالم کا ولی یاد آیا
جب کبھی "ماہِ رَجَب" صحنِ حَرم سے گزرا
مُسکراتے ہُوئے کعبے کو علیؑ یاد آیا

○

مزاجِ گُل شاخِ گُل پہ دیکھو، مقامِ خوشبو صبا سے پُوچھو
علیؑ کا رُتبہ گھٹانے والو، علیؑ کا رُتبہ خدا سے پُوچھو
لحد میں مُنکر نکیر پُوچھیں گے کچھ تو یہ کہہ کے ٹال دُوں گا!
سوال مشکل ہے اے فرشتو، جواب مُشکل کُشا سے پُوچھو

○

ہو ختم پر جس کا اعلانِ امیر المومنین ہونا
اُسے جچتا ہے سلطانِ فلک، فخرِ زمیں ہونا
بشر تو کیا فرشتے دِل ہی دِل میں کہہ اُٹھے محسنؔ
علیؑ کو زیب دیتا ہے نبیؐ کا جانشیں ہونا

○

شجاعت کا صدف، مینارۂ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا، بے کسوں کی آس کہتے ہیں
یزیدی سازشیں جس کے عَلم کی چھاؤں سے لرزیں
اُسے ارض و سما والے سخی عباسؑ کہتے ہیں!

○

نبضیں لرز رہی ہیں ضمیرِ حیات کی،
سانسیں اُکھڑ رہی ہیں دلِ کائنات کی
عبّاس کے غضب کا اثر ہے کہ آج تک
ساحل سے دُور دُور ہیں موجیں فرات کی'

○

تاجدارِ قلب و جاں، بحرِ سخا عبّاسؑ ہے
پاسدارِ فاتحِ ارض و سما عبّاسؑ ہے
کیوں نہ ہو مقبول اِس کا نام خاص و عام میں
حیدرؑ و حسنینؑ و زہراؑ کی دُعا عبّاسؑ ہے

○

اِس کے مقابلے میں ہے آندھی، ستم کی دُھوپ
اِس کے کرم کی چھاؤں کا پہرہ ہے فرش پر
کچھ اِس لیے بھی جُھک نہ سکے گا یہ حشر تک
عبّاسؑ کے عَلم کا پھریرا ہے عرش پر!

○

انگشتری ہے دیں کی تو نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا
سُورج پہ سوچ، چاند ستاروں پہ غور کر
تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسینؑ کا

○

اے خُدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی
دِل کو حاصل نئی معراجِ عمل ہو جاتی
وقتِ آخر تجھے سجدہ جو نہ کرتا شبیرؑ!
کربلا، خانۂ کعبہ کا بدل ہو جاتی!!

○

روزِ حساب سب کا سفر ہو گا مختلف
دوزخ میں دفن ہوں گے کئی سنگ و خشت میں
لیکن حسینؑ، ہم ترے نوکر بصد خروش
جائیں گے کربلا سے گزر کر بہشت میں

○

دِل میں شبّیرؑ کی چاہت کا اثر پیدا کر
بہرِ عُقبیٰ کوئی سامانِ سفر پیدا کر
تیرے اَعمال سنور جائیں گے اِک لمحے میں
شرط اِتنی ہے کبھی حُر کی نظر پیدا کر

○

یہ بات صرف ختم نہیں مُعجزات پر
بخشش بھی ڈھونڈھتی ہے شہِ مُشرقین کو
مہمان بن کے آیا تو جنّت خرید لی -!
حُرّ کتنا جانتا تھا مزاجِ حسینؑ کو!!

○

تاریخ تیرے بُخل پہ روئے گی عُمر بھر!
ہر اشک ایک طنز ہے تیرے مزاج پر
چھ ماہ کا لال، اور ابھی تک ہے تشنہ لب؟
اے موجۂ فرات، کہیں جا کے ڈُوب مَر!!

○

دشتِ بَلا کی دُھوپ میں ٹکرا کے مَوت سے
خُود زندگی کو نبضِ بشر میں پرو دیا!
شبیرؑ، تُو نے اپنے لہُو سے بصد خروش
بَیعت کا داغ لَوحِ دو عالم سے دھو دیا

○

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بَلا چل
ورنہ یہ کلی کھُل کے کِھلی ہے نہ کِھلے گی!
مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ
توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں مِلے گی ـــ!

○

کوئی تو ہَے جو ظُلم کے حملوں سے دُور ہَے
کوئی تو ہَے جو ضبطِ اَنا کا غرور ہَے
اَب تک جو سرنگوں نہ ہُوا پرچمِ حسینؑ
اِس پر کسیؑ کے ہاتھ کا سایہ ضرُور ہے

○

مُصیبت کانپنے لگتی ہے اِک نعرے کی ہیبت سے
مؤدّت کے چمن کی ہر کلی یک لخت کھِلتی ہے!
خُدا برحق سہی لیکن پریشانی کے عالم میں
علیؑ کا نام لینے سے بڑی تسکین ملتی ہے!!

○

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ!
احساسِ کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ
اب کیا کہوں علیؑ کی فضیلت کے باب میں
کچُھ بھی نہ ہو ـــ بتُولؑ کا شوہر تو ہے علیؑ

○

فشارِ قبر کو ایسا نڈھال کر دُوں گا!
مَیں مشکلوں کی طبیعت بحال کر دُوں گا
علیؑ کے نام نے جُرأت وہ دی کہ زیرِ لحد
مَیں خود فرشتوں پہ کوئی سوال کر دُوں گا

○

وہ اَب بھی ہَے ناواقفِ تہذیب و شرافت
یہ اَب بھی رَواں صُورتِ دریائے عمل ہَے !
کردارِ یزیدی کے کئی نام و نسَب ہیں !!
شبّیرؑ مگر اَب بھی اُصولوں میں اَٹل ہَے !

○

مرضی ہے تیری، فکر میں ترمیم کر نہ کر
سُلطانِ عقل و عِشق کو تسلیم کر نہ کر
بچپن میں دیکھ لے ذرا دوشِ رسُولؐ پر
پھر تُو مرے حسینؑ کی تعظیم کر نہ کر!!

○

اِس مسئلے پہ سوچنا کیسا، کہاں کی بحث؟
یہ فیصلہ ہے فکرِ شہِ مشرقین کا
اسلام پر ہے ناز تو تاریخ پڑھ کے دیکھ!
اِسلام اصل میں ہے تخلّص حسینؑ کا

○

مُولا حسینؑ تیری مؤدت سے عہد ہے
اِس عہد پر ہماری اَنا کو غرور ہَے
ہم تیرے دشمنوں کو نہ بخشیں گے حشر تک
اور حشر میں بھی اُن سے اُلجھنا ضرور ہَے

○

قرطاسِ شفاعت کے سِوا اور بھی کچُھ مانگ
محشر میں مَودّت کی جزا اور بھی کچُھ مانگ
جنّت مجھے بخشی تو صَدا غَیب سے آئی!
شبّیر کے ماتم کا صِلا اور بھی کچُھ مانگ

○

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی
سانسوں میں بَٹ رہی ہَے سخاوت حسینؑ کی
بازار کے ہجوم سے کہہ دو کہ چُپ رہے!!
قرآن کر رہا ہَے تلاوت حسینؑ کی!

○

سکتے میں خواب دیں ہے کہ تعبیر کچھ کہے
قرآن دم بخود ہے کہ تفسیر کچھ کہے -!!
نوکِ سناں سے عرش تلک خامشی تو دیکھ
خالق کو انتظار ہے، شبیرؑ کچھ کہے!!

○

یہ تشنگی یہ ضمیرِ بشر کی لوحِ نجات
کہ موجِ کوثر و تسنیم احترام کرے!
اِسی کے فیض سے باقی رہے گی حشر تلک
نمازِ سجدۂ شبیرؑ کو سلام کرے!!

○

دشمن شکارِ موجِ عمل ہو کے رہ گیا
سب تاج و تخت، رزقِ اجل ہو کے رہ گیا
اللہ رے اے حسینؑ تیرے صبر کا مزاج
دستِ ستم اُٹھا تھا کہ شل ہو کے رہ گیا

○

گر دِل میں کدُورت ہے ولی ابنِ ولی کی
کانٹا ہے تو گلشن میں نہ کر بات کلی کی
دوزخ تِری منزل ہے اُسی سمت سفر کر
جنت تو ہے جاگیر حسینؑ ابنِ علیؑ کی

○

بشر کا ناز، نبوّت کا نُورِ عینؑ حسینؑ
جنابِ فاطمہ زہرؑا کے دِل کا چینؑ حسینؑ
کبھی نماز سے پُوچھا جو رنج و غم کا علاج
کہا نماز نے بے ساختہ "حسُین حسین"!!

○

کیا علم تمھیں سایۂ دیں اوڑھنے والو!
سُوکھا ہے کہاں پیڑ، کہاں شاخ جلی ہے؟
اسلام کی تاریخ جھٹک کر کبھی دیکھو۔!
اسلام تو مقروضِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے۔!!

○

مَولائے غَوث و قُطبؒ و قلندر ہَے تُو حسینؑ
بخشش کا بے کِنار سمندر ہے تو حسینؑ
اے وَجہِ ذوالجلال، فنا تجھ سے دُور ہے!
دِل میں نہیں ہے، رُوح کے اندر ہے تُو حسینؑ:

○

واجب خُدا کی ذات ہے، ممکن حسینؑ ہے!
اِنسان کی نجات کا ضامن حسینؑ ہے!!
شام و سحر کی گردشِ پیہم سے پُوچھ لو!
سُورج ہے جس کا خُمس وُہی دِن حسینؑ ہے

○

چھلنی ہَے ظُلم و جَور سے جادہ حسینؑ کا!
اپنے لہُو میں تر ہے لبادہ حسینؑ کا
لیکن اصولِ دیں کو بچانے کے واسطے
باطل پہ چھا گیا ہے اِرادہ حسینؑ کا

○

وہ جس کی سَلطنت ہو دِلِ ماؤطین پر
دُکھ سہہ کے جو شِکن نہ اُبھارے جبین پر
تاریخ میں حسینؑ ہَے اس شخصیَت کا نام
مقتل کو جو معلّٰی بنادے زمین پر!

اِلتماسِ دُعا

اے رَبِّ جہاں، پنجتن پاک کے خالق!
اِس قوم کا دامن غمِ شبیرؑ سے بھر دے

بچّوں کو عطا کر علی اصغر کا تبسّم!
بوڑھوں کو حبیبِ ابنِ مظاہر کی نظر دے

کم سن کو ملے ولولۂ عونؔ و محمّدؔ
ہر ایک جواں کو علی اکبر کا جگر دے

ماؤں کو سکھا ثانیٔ زہراؑ کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہ کی دُعاؤں کا اثر دے

یارب تجھے بیماریٔ عابدؑ کی قسم ہے
بیمار کی راتوں کو شفا یابِ سحر دے

مُفلس پہ زر و مال و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کر دے

پابندِ رسن زینبؑ و کلثومؑ کا صدقہ
بے جُرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے

جو مائیں بھی روتی ہیں بیادِ علی اصغر
اُن ماؤں کی آغوش کو اولاد سے بھر دے

جو حق کے طرفدار ہوں وہ ہاتھ عطا کر
جو مجلسِ شبیرؑ کی خاطر ہو وہ گھر دے

قسمت کو فقط خاکِ شفا بخش دے مولا
مَیں یہ نہیں کہتا کہ مجھے لعل و گُہر دے

آنکھوں کو دکھا روضۂ مظلوم کا منظر
قدموں کو نجف تک بھی کبھی اذنِ سفر دے

جو چادرِ زینبؑ کی عزادار ہیں مولا!
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے

غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غمِ شبیرؑ
شبیرؑ کا غم بانٹ رہا ہے تو اِدھر دے

کب تک رہوں دُنیا میں یتیموں کی طرح میں؟
وارث مِرا پردے میں ہے، ظاہر اُسے کر دے

منظور ہے خوابوں میں ہی آقا کی زیارت
پرواز کی خواہش ہے نہ جبریل کے "پَر" دے

جس دَر کے سوالی ہیں فرشتے بھی بشر بھی
آوارۂ منزل ہُوں مجھے بھی وُہی دَر دے

جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو کٹ کے بھی اُونچا ہی نظر آئے وہ سر دے

خیراتِ درِ شاہِ نجفؑ چاہیے مجھ کو
سلمان و ابوذر کی طرح کوئی ہُنر دے

صحراؤں میں عابدؑ کی مُسافت کے صِلے میں
بھٹکے ہُوئے رَہرو کو ثمردار شجر دے

سَر پر ہو سَدا پرچمِ عباسؑ کا سایہ
محسنؔ کی دُعا ختم ہے اَب اس کو اثر دے